بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 1-2

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

19-12 / جمادی الثانی 1444 ہجری قمری ● 5-12 / صلح 1402 ہجری شمسی ● 5-12 / جنوری 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الۡبُکۡمُ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡقِلُوۡنَ○

(سورۃ انفال:23)

(ترجمہ) یقیناً خدا کے نزدیک تمام جانداروں میں بدترین وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل نہیں کرتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6 جنوری 2023 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ) سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں 127 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کا مقصد دینی وروحانی اور اخلاقی ترقی بیان فرمایا اور اس پر بہت شدت سے زور دیا

یہی مقصد ہے جس کے حصول کے لئے دنیا کے ہر ملک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے

1891 کے جلسہ میں 75 اور 1892 کے جلسہ میں 327 / افراد شامل ہوئے

آج اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہمیں ہزاروں کی تعداد میں شاملین دکھا رہا ہے

کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا اور اسکے وعدوں کا جو اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ثبوت نہیں ہے؟ یقیناً ہے!

ایک ہی وقت میں تمام ملک میری باتیں سن رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں اور ہم ان کو دیکھ رہے ہیں

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کرنے کا اظہار ہے

ہمیں اس فضل سے فیض اٹھانے اور اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرنی ہونگی، اپنے عہد اور اپنے وعدے کو جو ہم نے جماعت میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا ہے پورا کرنا ہوگا، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہونگی

شرائط بیعت میں سے دوسری شرط بیعت کے حوالے سے کچھ باتیں کروں گا

اگر اس کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں تو اپنے اندر بھی اور دنیا میں بھی ایک انقلاب عظیم پیدا کر سکتے ہیں

دوسری شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نو برائیوں کا ذکر کیا ہے اور یہ برائیاں ایسی ہیں جن کو چھوڑنے سے انسان روحانی اور اخلاقی طور پر ترقی کر سکتا ہے

آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سو سال ہو گئے ہیں لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جائزہ لیں کہ اس سو سال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے

ہر شامل جلسہ جو کسی بھی طرح جلسہ میں شامل ہے یہ عہد کرے کہ ہم نے پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے

اور عہد بیعت کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ نبھانا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے

mta انٹرنیشنل کے ذریعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اسلام آباد یوکے سے شرکائے جلسہ سے بصیرت افروز اختتامی خطاب

★ کووِڈ 19 کے بعد پوری صلاحیت کے ساتھ جلسے کا انعقاد ★ تینوں دن جلسہ کے پروگراموں کی لائیو اسٹریمنگ اور اسکے ذریعہ اندرون وبیرون ملک جلسہ سے وسیع استفادہ ★ لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ بیاسی ہزار پانچ سو افراد نے جلسہ کی کارروائی دیکھی اور سنی ★ 14500 عشاق احمدیت کی جلسہ میں شمولیت ★ 37 ممالک کی نمائندگی ★ بعض افریقن ممالک کے جلسے، اور اختتامی خطاب میں ان کی شمولیت ★ اختتامی خطاب میں مسجد مبارک اسلام آباد میں 1404، بیت الفتوح میں 1200، مسجد فضل میں 400 احباب کا اجتماع ★ نماز تہجد ★ درس القرآن اور ذکر الٰہی سے معمور ماحول ★ علماء کرام کی پُرمغز تقاریر ★ 9 ملکی وغیر ملکی زبانوں میں جلسہ کے پروگراموں کا رواں ترجمہ ★ احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ کیلئے تربیتی امور پر مشتمل ڈاکیومنٹری اور مختلف معلوماتی نمائشوں کا انعقاد ★ نکاحوں کے اعلانات ★ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ کی کوریج ★ پرسکون وخوشگوار ماحول میں جلسہ کی تمام کارروائی کی تکمیل* (منصور احمد مسرور، منتظم رپورٹنگ)

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ قادیان بستان احمد کے وسیع احاطہ میں مورخہ 23، 24، 25 دسمبر 2022 بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہو کر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ قبل ازیں کورونا کی وبا کی وجہ سال 2019 اور 2020 میں جلسہ کا انعقاد نہیں ہو سکا تھا۔ اور سال 2021 میں محدود حاضری کے ساتھ جلسہ منعقد ہوا تھا۔ الحمد للہ کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ منعقد ہوا۔ ملک کے طول وعرض سے عشاق احمدیت بڑے ہی ذوق و شوق اور جوش وخروش کے ساتھ جلسہ میں شرکت کی خاطر قادیان آنے لگے۔ اور جلسے کے ایام جوں جوں قریب آتے گئے قادیان دارالامان کی رونق میں توں توں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ قادیان پوری طرح مہمانوں سے بھر گیا۔ جدھر نکلو، جدھر نظر دوڑاؤ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان نظر آتے۔ بیرون ملک سے بھی ایک بڑی تعداد میں عشاق احمدیت جلسہ میں شریک ہوئے۔ قادیان دارالامان کی پیاری بستی، ایک بار پھر خوشیوں اور رونقوں سے بھر گئی۔ مہمانوں کی آمد سے قبل ہی نظامت بجلی وروشنی کی طرف سے محلہ کی تمام گلیوں اور سڑکوں کو ٹیوب لائٹوں کے ذریعہ روشن کردیا گیا۔ بہشتی مقبرہ،

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

احبابِ جماعت کو نیا سال مبارک ہو!

”ہم نئے سال کا آغاز اگر جائزے اور دعا سے کرینگے تو اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے“

یہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر اور اس کا احسان ہے کہ احمدی اس زمانے کے امام، حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو مان کر، آپؑ پر ایمان لا کر اُن بیہودگیوں اور لغویات سے بچے ہوئے ہیں جن میں آج دُنیا ڈوبی ہوئی ہے۔ مثلاً نئے سال کے جشن کے طور پر جن بیہودگیوں اور بے حیائیوں میں دُنیا ملوث ہوتی ہے احمدی اُن سے بچتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ترکِ شر کے طور پر ہم ان برائیوں اور بیہودگیوں سے بچتے تو ضرور ہیں لیکن کیا ہمارا سارا سال ایصالِ خیر کے طور پر یعنی نیکیوں میں بڑھتے ہوئے اور نیکیوں کو اپناتے ہوئے گزرتا ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”ہم سال کی آخری رات اور نئے سال کا آغاز اگر جائزے اور دعا سے کریں گے تو اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے......اگر کمزوریاں رہ گئی ہیں اور ہمارا جائزہ ہمیں تسلی نہیں دلا رہا تو ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمارا آنے والا سال گزشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا سال نہ ہو“

یہ جائزہ ہمیں کس طرح لینا ہوگا اور ہمیں اپنے نفس سے کیا کیا سوالات کرنے ہونگے تا کہ ہم صحیح طور پر اپنا جائزہ لے سکیں، اس کیلئے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہماری آسانی کی خاطر ہمارے لئے ایک سوال نامہ تیار کیا ہے جسے ہر نئے سال میں داخل ہونے سے پہلے ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اور وہ سوالات یہ ہیں۔

(1) کیا ہم نے شرک نہ کرنے کے عہد کو پورا کیا۔ بتوں اور سورج چاند کو پوجنے کا شرک نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ شرک جو اعمال میں ریاء اور دکھاوے کا شرک ہے۔ وہ شرک جو مخفی خواہشات میں مبتلا ہونے کا شرک ہے۔ کیا ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے صدقات، ہماری مالی قربانیاں، ہمارے خدمت خلق کے کام، ہمارا جماعت کے کاموں کے لئے وقت دینا، خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے غیر اللہ کو خوش کرنے یا دُنیا دکھاوے کے لئے تو نہیں تھا۔

(2) پھر اس کے بعد یہ سوال ہے کہ کیا ہمارا سال جھوٹ سے مکمل طور پر پاک ہو کر اور کامل سچائی پر قائم رہتے ہوئے گزرا ہے؟

(3) پھر یہ سوال ہے، کیا ہم نے اپنے آپ کو ایسی تقریبوں سے دُور رکھا ہے جن سے گندے خیالات دل میں پیدا ہو سکتے ہوں۔ یعنی آجکل اس زمانے میں ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، یا اس قسم کی چیزیں اور ان پر ایسے پروگرام جو خیالات کے گندہ ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں کیا ان سے ہم نے اپنے آپ کو بچایا؟

(4) پھر سوال یہ ہے جو ہم نے اپنے آپ سے کرنا ہے کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو ہر ظلم سے بچا کر رکھا ہے۔

(5) پھر سوال یہ کرنا ہے کہ کیا ہم نے ہر قسم کی خیانت سے اپنے آپ کو پاک رکھا ہے؟

(6) پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم نے ہر قسم کے فساد سے بچنے کی کوشش کی ہے؟

(7) پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم ہر قسم کے باغیانہ رویّے سے پرہیز کرنے والے ہم ہیں؟

(8) پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم نفسانی جوشوں سے مغلوب تو نہیں ہو جاتے؟ آجکل کے زمانے میں جبکہ ہر طرف بے حیائی پھیلی ہوئی ہے ان نفسانی جوشوں سے بچنا بھی ایک جہاد ہے۔

(9) پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم پانچ وقت نمازوں کا التزام کرتے رہے ہیں۔

(10) پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا نماز تہجد پڑھنے کی طرف ہماری توجہ رہی کہ آنحضرت ﷺ کا اس بارے میں ارشاد ہے کہ نماز تہجد میں باقاعدگی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ یہ صالحین کا طریق ہے، یہ قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے، اس کی عادت گناہوں سے روکتی ہے، برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے۔

(11) کیا ہم آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی باقاعدہ کوشش کرتے رہے ہیں یا کرتے ہیں کہ یہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے خاص حکموں میں سے ایک حکم ہے اور یہ دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بھی ہے۔

(12) پھر سوال ہم نے یہ کرنا ہے کہ کیا ہم باقاعدگی سے استغفار کرتے رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص استغفار سے چمٹا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔

(13) پھر سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کی طرف ہماری توجہ رہی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جانے والا کام ناقص رہتا ہے۔

(14) کیا ہم اپنوں اور غیروں سب کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانے سے گریز کرتے رہے ہیں؟

(15) پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر قسم کی رسوم اور ہوا و ہوس کی باتوں سے ہم نے پوری طرح بچنے کی کوشش کی ہے؟

(16) پھر سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے احکامات اور ارشادات کو ہم مکمل طور پر اختیار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟

(17) پھر یہ سوال ہے کہ کیا تکبر اور نخوت کو ہم نے مکمل طور پر چھوڑا ہے یا اس کے چھوڑنے کے لئے کوشش کی ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑی بلا تکبر اور نخوت ہے۔

(18) پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے خوش خُلقی کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے؟ کیا ہم نے حلیمی اور مسکینی کو اپنانے کی کوشش کی ہے؟

(19) پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر دن ہمارے اندر دین میں بڑھنے اور اس کی عزت و عظمت قائم کرنے والا بنتا رہا ہے؟ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد جو ہم اکثر دہراتے ہیں صرف کھوکھلا عہد تو نہیں رہا۔

(20) پھر سوال یہ ہے کہ کیا اسلام کی محبت میں ہم نے اس حد تک بڑھنے کی کوشش کی ہے کہ اپنے مال پر اس کو فوقیت دی۔ اپنی عزت پر اس کو فوقیت دی اور اپنی اولاد سے زیادہ اسے عزیز اور پیارا سمجھا۔

(21) پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں یا کرتے رہے ہیں؟

(22) پھر یہ سوال ہے کہ کیا یہ دعا کرتے رہے اور اپنے بچوں کو بھی نصیحت کرتے رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کے معیار ہمیشہ ہم میں قائم رہیں۔ ہم ہمیشہ آپ کی اطاعت کرتے رہیں۔

(23) پھر سوال یہ ہے کہ کیا خلیفہ وقت اور جماعت کے لئے باقاعدگی سے دعا کرتے رہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”اگر تو اکثر سوالوں کے مثبت جواب کے ساتھ یہ سال گزرا ہے تو کچھ کمزوریاں رہنے کے باوجود ہم نے بہت کچھ پایا۔ جتنے سوال میں نے اٹھائے ہیں اگر زیادہ جواب نفی میں ہے تو پھر قابل فکر حالت ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے اور اس کا مداوا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ......مصمم ارادہ کریں اور ایک عہد کریں اور خاص طور پر نئے سال کے آغاز میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری گزشتہ کوتاہیوں اور کمیوں کو معاف فرمائے اور نئے سال میں ہمیں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق دے، ہم کھونے والے نہ ہوں اور ہم ان مومنین میں شامل ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔“ (خطبہ جمعہ 30 دسمبر 2016)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمارا ہر قدم رُوحانیت میں آگے بڑھنے والا ہو۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

سالِ نَو میں دل سبھی پُرنور ہو جائیں

(محمد ابراہیم سرورؔ، قادیان)

ہماری زندگی کو پھر سجانے، سالِ نَو آیا
خُدا کی رحمتیں ہم پر لُٹانے، سالِ نَو آیا

خوشا ہیں ہم کہ مولیٰ نے عنایت کیں ہمیں خوشیاں
نئی ہے اِک بہار آئی، لگیں کِھلنے سبھی کلیاں
چٹکنے پھر لگے غنچے، معطّر ہو گئیں گلیاں
اُمیدوں کے ثمر پکنے لگے، پکنے لگیں پھلیاں

نئی اُمید کو دل میں جگانے، سالِ نَو آیا
خدا کی رحمتیں ہم پر لُٹانے، سالِ نَو آیا

خلیفہ کی دُعاؤں سے سبھی دِلشاد ہو جائیں
بلاؤں سے زمانے کی سبھی آزاد ہو جائیں
ہم و غم دور ہو جائیں، سبھی آباد ہو جائیں
مکمّل فرحتوں کی ساری ہی بنیاد ہو جائیں

خلافت کے نئے جلوے دکھانے، سالِ نَو آیا
خدا کی رحمتیں ہم پر لُٹانے، سالِ نَو آیا

چلو! اِک عزمِ نَو کے ساتھ ہم محفل سجاتے ہیں
چلو! امن و محبّت کے مسلسل گیت گاتے ہیں
صلح اور آشتی کا آؤ! ہم قرناء بجاتے ہیں
جِدال و جنگ کی زَد سے، چلو! دُنیا بچاتے ہیں

سبق ہم کو محبّت کا سکھانے، سالِ نَو آیا
خدا کی رحمتیں ہم پر لُٹانے، سالِ نَو آیا

سبھی کے رنج مِٹ جائیں، سبھی مسرور ہو جائیں
عداوت اور حسد کی سب جڑیں کافور ہو جائیں
دُعا ہے بُغض و کینہ، مَیل دل سے دور ہو جائیں
کہ سرورؔ سالِ نَو میں دل سبھی پُرنور ہو جائیں

بہت سپنے یہ سنگ لیکر، سہانے سالِ نَو آیا
خدا کی رحمتیں ہم پر لُٹانے، سالِ نَو آیا

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

’’اللہ اکبر! ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے صدق وخلوص کی کیا بلند شان ہے،
وہ دونوں ایسے (مبارک) مدفن میں دفن ہوئے کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو بصد رشک وہاں دفن ہونے کی تمنا کرتے‘‘

’’پہلے خلیفہ کی یاد مسلمانوں میں ہمیشہ ایک ایسے انسان کے طور پر جاگزیں رہی ہے
جو کامل وفادار، لطف وکرم کا پیکر تھا اور کوئی سخت سے سخت طوفان بھی ان کی مستقل تحمل مزاجی کو ہلا نہ سکا‘‘ (جے جے سانڈرز)

’’جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابوبکر آپؐ کے خلیفہ اور جانشین بنے اور پہاڑوں کو بھی ہلا دینے والے ایمان کے ساتھ
انہوں نے بڑی سادگی اور سمجھداری سے تین یا چار ہزار عربوں پر مشتمل چھوٹی چھوٹی سی فوج کے ساتھ ساری دنیا کو اللہ کے تابع فرمان بنانے کا کام شروع کیا‘‘ (ایچ جی ویلز)

حضرت عمرؓ ہوں یا حضرت ابوبکرؓ یہ سب اپنے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار اور کامل متبع اور عاشق تھے

حضرت ابوبکرؓ بھی بادشاہ ہوئے لیکن ان میں عجز تھا، انکسار تھا، آپؓ فرماتے تھے
مجھے خدا تعالیٰ نے لوگوں کی خدمت کیلئے مقرر کیا ہے اور خدمت کیلئے جتنی مہلت مجھے مل جائے اسکا احسان ہے

’’وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دَر کا غلام ہو گیا تو اس کی ہر چیز ہمیں پیاری لگنے لگ گئی اور اب یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص اس عظمت کو ہمارے دلوں سے محو کر سکے۔‘‘
ہمارے پہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں لیکن ہمارے یہ خیالات ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے اس کو فی الفور متاثر کر کے روشن کر دیا، اس نے آپؐ سے کوئی بحث نہیں کی، کوئی نشان اور معجزہ نہ مانگا، معاً سن کر صرف اتنا ہی پوچھا کہ
کیا آپؐ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تو بول اٹھے کہ آپؐ گواہ رہیں، میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں

’’جو شخص ان کی عظمت سے انکار کرتا ہے اور ان کی قطعی دلیل کو حقیر جانتا ہے اور ان کے ساتھ ادب سے پیش نہیں آتا
بلکہ ان کی تذلیل کرتا اور اُن کو بُرا بھلا کہنے کے درپے رہتا اور زبان درازی کرتا ہے مجھے اس کے بد انجام اور سلبِ ایمان کا ڈر ہے‘‘

’’کیا کوئی مومن یہ خیال کر سکتا ہے کہ وہ شخص جو اسلام کیلئے خِشتِ اوّل تھا وہ کافر اور لئیم تھا؟ پھر وہ کہ جس نے فخر المرسلین کے ساتھ سب سے پہلے ہجرت کی وہ بے ایمان اور مرتد تھا؟
اس طرح تو ہر فضیلت کافروں کو حاصل ہو گئی، یہاں تک کہ سید الابرار کی قبر کی ہمسائیگی بھی!‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2 دسمبر 2022ء بمطابق 2 فتح 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاسن اور مناقب بیان ہو رہے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کا لوگوں میں سب سے بہتر اور محبوب ہونے کے بارے میں لکھا ہے۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگوں میں سے ایک کو دوسرے سے بہتر قرار دیا کرتے تھے۔ مقابلہ ہوتا تھا کہ کون بہتر ہے دوسرے سے۔ اور اس وقت سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں، پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر 3655)

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا: حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے لوگوں میں سب سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد! حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی تعریف کی تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر تم ایسا کہتے ہو تو مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی آدمی پر جو عمرؓ سے بہتر ہو۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطابؓ، حدیث 3684) یعنی آپؓ نے فوراً اپنی عاجزی کا اظہار فرمایا کہ مجھے کہتے ہو تم بہتر ہو حالانکہ میں نے تو تمہارے بارے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا ہے کہ تم بہتر ہو۔

عبداللہ بن شقیق نے بیان کیا کہ مَیں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھا تو انہوں نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ۔ مَیں نے کہا پھر کون؟ فرمایا حضرت عمرؓ۔ مَیں نے کہا پھر کون؟ فرمایا پھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا پھر کون؟ پھر آپؓ خاموش رہیں۔
(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق، حدیث نمبر 3657)

محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ مَیں اس شخص کے بارے میں گمان نہیں کرتا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی تنقیص بیان کرتا یعنی ان میں نقص نکالتا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہو۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطابؓ، حدیث نمبر 3685) اور پھر یہ بھی ساتھ دعویٰ ہو کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں نقص نکالنے کے بعد یہ دعویٰ غلط ہے کہ پھر ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے پیارے تھے۔

حضرت عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرت سلمانؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت بلالؓ چند لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوسفیان آئے۔ اس پر اُن لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن کی گردن کے ساتھ ابھی تک اپنا حساب چکتا نہیں کیا۔ یعنی صحیح طرح جو بدلہ لینا چاہیے تھا وہ نہیں لیا۔ راوی کہتے ہیں یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا: کیا تم قریش کے بڑے سرداروں کے بارے میں اس طرح کہہ رہے ہو؟ ابوسفیان بھی قریش کے سرداروں میں سے ہیں۔ تم کہہ رہے ہو کہ ان سے ہم نے بدلہ نہیں لیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو یہ بات بتائی تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! شاید تم نے ان لوگوں یعنی سلمان، صہیب اور بلال کو ناراض کر دیا۔ اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ ان تینوں حضرات کے پاس آئے اور کہا: پیارے بھائیو! کیا میں نے آپ کو ناراض کر دیا؟ بڑے معذرت خواہانہ انداز میں یہ کہا۔ تو انہوں نے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اے ہمارے بھائی! اللہ آپ کو معاف کرے۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل سلمان و بلال وصہیب رضی اللہ عنہم حدیث نمبر 6412) بہرحال یہاں یہ بھی ثابت کرنا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی عاجزی کس قدر تھی۔ ایسے لوگ جن کو آپؓ نے غلامی سے آزاد بھی کروایا ہوا ہے اس کے باوجود ان کے پاس آتے ہیں اور ان سے معافی مانگتے ہیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا کیا معیار تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی کہ تم نے ناراض کر دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ جا کے معافی مانگو لیکن آپؓ فوراً خود گئے اور اُن سے معافی مانگی۔

یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے شرح میں لکھا گیا ہے کہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کی جنگ بندی کے معاہدہ کے بعد کا ہے جب ابوسفیان ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کا خیال تھا کہ کیوں نہ ہم نے ان کو پہلے ہی مار دیا ہوتا۔ (صحیح مسلم، بشرح النووی، جزء 16، صفحہ 96، مؤسسۃ قرطبۃ 1991ء)

حفظِ قرآن کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تاریخ کے حوالے سے باتیں فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ’’ابوعبیدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر صحابہؓ میں سے مندرجہ ذیل کا حفظ ثابت ہے۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ سعدؓ۔ ابنِ مسعودؓ۔ حذیفہؓ۔ سالمؓ۔ ابوہریرہؓ۔ عبداللہ بن سائبؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ اور عورتوں میں سے عائشہؓ۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمہؓ۔ ان میں سے اکثر نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی قرآنِ شریف حفظ کر لیا تھا اور بعض نے آپؐ کی وفات کے بعد حفظ کیا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 429-430)

ثانی اثنین کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کی اپنی روایت یوں ہے۔ حضرت انسؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور مَیں اس وقت غار میں تھا (یعنی حضرت ابوبکرؓ نے کہا جبکہ وہ غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے) کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کے نیچے نگاہ ڈالے (یعنی کافر جو باہر کھڑے تھے اگر نیچے دیکھے) تو ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر آپ کا کیا خیال ہے ان دو شخصوں کی نسبت جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب المہاجرین و فضلہم، حدیث نمبر 3653) بخاری کی روایت ہے یہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’(حضرت) ابوبکر صدیقؓ کے محاسن اور خصوصی فضائل میں سے ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ سفرِ ہجرت میں آپ کو رفاقت کیلئے خاص کیا گیا اور مخلوق میں سے سب سے بہترین شخص‘‘ یعنی آنحضرت ’’(صلی اللہ علیہ وسلم) کی مشکلات میں آپ ان کے شریک تھے اور آپ مصائب کے آغاز سے ہی حضورؐ کے خاص انیس بنائے گئے تھے‘‘ یعنی خاص دوست بنائے گئے تھے ’’تا کہ محبوبِ خداؐ کے ساتھ آپؓ کا خاص تعلق ثابت ہو اور اس میں بھید یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ خوب معلوم تھا کہ صدیقِ اکبرؓ صحابہؓ میں سے زیادہ شجاع، متقی اور ان سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور مردِ میدان تھے اور یہ کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھے۔ آپؓ‘‘ یعنی حضرت ابوبکرؓ ’’ابتدا سے ہی حضورؐ کی مالی مدد کرتے اور آپؐ کے اہم امور کا خیال فرماتے تھے۔ سو اللہ نے تکلیف دہ وقت اور مشکل حالات میں اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آپؓ کے ذریعہ تسلی فرمائی اور الصّدیق کے نام اور نبی ثقلینؐ کے قرب سے مخصوص فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثَانِیَ اثْنَیْنِ کی خلعتِ فاخرہ سے فیضیاب فرمایا اور اپنے خاص الخاص بندوں میں سے بنایا۔‘‘ (سر الخلافہ مترجم، صفحہ 59-60، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 338-339)

غیر مسلم مصنفین نے بھی حضرت ابوبکرؓ کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

الجیریا کا بیسویں صدی کا ایک مؤرخ ہے آندرے سرویئر (André Servier) وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ ابوبکر کا مزاج سادہ تھا۔ غیر متوقع عروج کے باوجود انہوں نے غربت والی زندگی بسر کی۔ جب انہوں نے وفات پائی تو انہوں نے اپنے پیچھے ایک بوسیدہ لباس، ایک غلام اور ایک اونٹ ترکہ میں چھوڑا۔ وہ اہلِ مدینہ کے دلوں پر سچی حکومت کرنے والے تھے۔ ان میں ایک بہت بڑی خوبی تھی اور وہ تھی قوت و توانائی۔ لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خوبی کے ذریعہ غلبہ حاصل کیا تھا اور جو آپ کے دشمنوں میں کمیاب تھی وہ خوبی حضرت ابوبکرؓ میں پائی جاتی تھی اور وہ کیا خوبی تھی، غیر متزلزل ایمان اور مضبوط یقین اور ابوبکر صحیح جگہ پر صحیح آدمی تھا۔ پھر لکھتا ہے کہ اس معمر اور نیک سیرت انسان نے اپنے موقف کو اختیار کیا جبکہ ہر طرف بغاوت برپا تھی۔ آپ نے اپنے مومنانہ اور غیر متزلزل عزم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو ازسرِ نو شروع کیا۔

(Islam and the Psychology of the Muslim by André Servier page:51)

پھر ایک برطانوی مؤرخ ہے جے جے سانڈرز (J.J.Saunders)۔ وہ لکھتا ہے کہ پہلے خلیفہ کی یاد مسلمانوں میں ہمیشہ ایک ایسے انسان کے طور پر جاگزیں رہی ہے جو کامل وفادار، لطف و کرم کا پیکر تھا اور کوئی سخت سے سخت طوفان بھی ان کی مستقل تحمل مزاجی کو ہلا نہ سکا۔

ان کا عہدِ حکومت اگرچہ مختصر تھا لیکن اس میں جو کامیابیاں حاصل ہوئیں وہ بہت عظیم تھیں۔ ان کی طبیعت کے ٹھہراؤ اور ثبات و استقلال نے ارتداد پر قابو پا کر عرب قوم کو دوبارہ دائرۂ اسلام میں داخل کر دیا اور ان کے تسخیرِ شام کے مصمم ارادے نے عرب دنیا کی سلطنت کی بنیاد رکھ دی۔

(A History of Medieval Islam by J.J. Saunders page 44-45 London 2002)

پھر ایک اَور انگریز مصنف ہے ایچ جی ویلز (H.G. Wells)۔ یہ کہتا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اسلامی سلطنت کی اصل بنیاد رکھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ابوبکر تھے جو آپؐ کے دوست اور مددگار تھے۔ خیر یہ تو مبالغہ کر رہا ہے یہاں۔ بہرحال یہ لکھ رہا ہے۔ پھر آگے لکھتا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متزلزل کردار کے باوجود ابتدائی اسلام کا دماغ اور تصور تھے۔ (العیاذ باللہ، نعوذ باللہ) تو ابوبکر اس کا شعور اور عزم تھے۔ جب کبھی محمد متزلزل ہوتے (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ابوبکر ان کی ڈھارس بندھاتے تھے۔ بہرحال یہ باتیں تو اس کی فضول گوئی اور لغو باتیں ہیں جس میں کوئی سچائی نہیں ہے لیکن یہ آگے جو صحیح بات لکھ رہا ہے وہ یہ لکھ رہا ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابوبکر آپؐ کے خلیفہ اور جانشین بنے اور پہاڑوں کو بھی ہلا دینے والے ایمان کے ساتھ انہوں نے بڑی سادگی اور سمجھداری سے تین یا چار ہزار عربوں پر مشتمل چھوٹی چھوٹی سی فوج کے ساتھ ساری دنیا کو اللہ کے تابع فرمان بنانے کا کام شروع کیا۔

(A Short History of the World by H.G. Wells page 76)

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ مصنف نے حضرت ابوبکرؓ کی بعض خوبیوں کا ذکر کیا ہے جو بلاشبہ اُن میں موجود تھیں لیکن چونکہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلیٰ وارفع مقامِ نبوت کی حقیقت کا ادراک اور شعور نہیں رکھتے تھے اس لیے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ کی تعریف میں اس حد تک مبالغہ آمیزی سے کام لے جاتے ہیں کہ جو کسی بھی طور پر درست نہیں ہو سکتا حالانکہ حضرت عمرؓ ہوں یا حضرت ابوبکرؓ یہ سب اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار اور کامل متبع اور عاشق تھے۔

یہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شعور نہ تھے بلکہ خادمانہ رنگ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہاتھ اور پاؤں تھے۔ ایسا ہی دینِ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دماغ کا نام یا کام نہ تھا جس طرح اس نے یہ لکھا ہے کہ اسلام جو تھا اس کا دماغ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے بلکہ سراسر خدائی راہنمائی اور وحیٔ الٰہی کے نتیجہ میں ایک کامل اور مکمل شریعت اور دین کا نام اسلام ہے اور نہ ہی کسی بھی گھبراہٹ یا تزلزل کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ڈھارس بنے بلکہ اوّل تو اس اشجع الناس، جری اور بہادر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں ہم کبھی کسی گھبراہٹ یا تزلزل کو دیکھ نہیں سکتے اور اگر کوئی پریشانی کا موقع آیا بھی ہو تو خدائے قادر و توانا ان کیلئے ڈھارس بنتا رہا۔ مصنف نے تو لکھا ہے کہ ابوبکر آپؐ کی ڈھارس بندھاتے تھے جبکہ اس کے بالکل الٹ ہم نے دیکھا ہے کہ اگر حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں کسی پریشانی یا گھبراہٹ کا وقت آیا بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کیلئے ڈھارس بنا کرتے تھے جیسا کہ ہجرت کے موقع پر جب حضرت ابوبکرؓ سخت پریشان ہوئے اور گھبرائے۔ بے شک یہ گھبراہٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی تھی لیکن حضرت ابوبکرؓ کی اس گھبراہٹ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ڈھارس بنے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ کہا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ: 40) کہ اے ابوبکر! تم گھبراؤ نہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور جیسا کہ ابھی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خود بیان فرمایا جب یہ گھبراہٹ تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دلائی۔ پس یہ ایک واقعہ ہی آپؐ کے عزم، توکل اور اللہ تعالیٰ کے خاص نبی ہونے کی واضح دلیل ہے لیکن بہرحال یہ عقل کے اندھے اگر ایک بات سچ کہنے میں مجبور ہوتے ہیں تو کچھ نہ کچھ بیچ میں گند ملانے کی ضرور کوشش کرتے ہیں۔

پھر ایک اَور برطانوی مستشرق ہے ٹی ڈبلیو آرنلڈ (T.W. Arnold)۔ کہتا ہے کہ وہ (ابوبکرؓ) ایک دولت مند تاجر تھے۔ اعلیٰ کردار اور اپنی ذہانت اور قابلیت کی بنا پر ان کے ہم وطن ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنی دولت کا بڑا حصہ اُن مسلمان غلاموں کو خریدنے پر صرف کر دیا جنہیں کفار ان کے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر ایمان لانے کے سبب اذیتیں دیتے تھے۔

(The Preaching of Islam by T.W. Arnold page 10 Archibald constable & co 1896)

پھر سکاٹ لینڈ کا ایک مستشرق اور برطانوی ہندوستان میں شمال مغربی صوبوں کا لیفٹیننٹ گورنر سر ولیم میور (Sir William Muir) ہے۔ یہ لکھتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا عہدِ حکومت مختصر تھا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام ابوبکر سے زیادہ کسی اَور کا ممنون نہیں۔ یعنی محمدؐ کے بعد ابوبکرؓ سے زیادہ اسلام کی خدمت کسی اَور نے نہیں کی۔

(The Caliphate its rise, decline and fall by Sir William Muir. P. 86 The religious tract society 1892)

حضرت ابوبکرؓ کے اخلاقِ حسنہ کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’کیا یہ سچ نہیں کہ بڑے بڑے زبردست بادشاہ ابوبکرؓ اور عمرؓ بلکہ ابوہریرہؓ کا نام لے کر بھی رضی اللہ عنہ کہہ اٹھتے رہے ہیں اور چاہتے رہے ہیں کہ کاش ان کی خدمت کا ہی ہمیں موقعہ ملتا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ ابوبکر اور عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے غربت کی زندگی بسر کر کے کچھ نقصان اٹھایا۔ بے شک انہوں نے دنیاوی لحاظ سے اپنے اوپر ایک موت قبول کر لی۔ لیکن وہ موت ان کی حیات ثابت ہوئی اور اب کوئی طاقت ان کو مار نہیں سکتی۔ وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔‘‘

(شکریہ اور اعلان ضروری، انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 74)

پھر فرماتے ہیں کہ ’’ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے محض اِس لئے ابوبکرؓ نہیں بنایا تھا کہ وہ اتفاقی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے۔ عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے عمرؓ کا درجہ عطا نہیں کیا تھا کہ وہ اتفاقی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے۔ عثمانؓ اور علیؓ کو محض اس لئے خدا تعالیٰ نے عثمانؓ اور علیؓ کا جو مرتبہ ہے وہ عطا نہیں کیا تھا کہ وہ اتفاقی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دامادی کے مقام پر پہنچ گئے تھے یا طلحہؓ اور زبیرؓ کو محض اس لئے کہ وہ آپؐ کے خاندان یا آپؐ کی قوم میں سے تھے اور آپؐ کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے عزتیں اور رتبے عطا نہیں کئے۔ بلکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی قربانیوں کو ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا تھا کہ جس سے زیادہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتا۔‘‘ (خطبات محمود، جلد 26، صفحہ 384-385)

پس یہ قربانیاں ہیں جو انسان کو مقام دلاتی ہیں۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کتنی عزت ہمارے دلوں میں ہے مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ عزت اُن کی اولاد کی وجہ سے ہے؟ ہم میں سے تو اکثر ایسے ہیں جو جانتے تک نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی نسل کہاں تک چلی اور ان کی نسل کے حالات ہی محفوظ نہیں ہیں۔ آج بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں جو اپنے آپ کو

ارشاد باری تعالیٰ

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ

(الاعراف:200)

عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

طالبِ دعا: بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

(الاعراف:32)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

طالبِ دعا: شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی و مرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

حضرت ابوبکرؓ کی اولاد ظاہر کر کے اپنے آپ کو صدیقی کہتے ہیں۔ لیکن اگر ان سے کوئی کہے کہ تم قسم کھاؤ کہ واقعی تم صدیقی ہو اور تمہارا سلسلہ نسب حضرت ابوبکرؓ تک پہنچتا ہے؟ تو وہ ہرگز قسم نہیں کھا سکیں گے اور اگر وہ قسم کھا بھی جائیں تو ہم کہیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں اور بے ایمان ہیں۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی نسل کے حالات اتنے محفوظ ہی نہیں ہیں کہ آج کوئی اپنے آپ کو صحیح طور پر ان کی طرف منسوب کر سکے۔ پس ہم حضرت ابوبکرؓ کی عزت اس لئے نہیں کرتے کہ ان کی نسل کا کام عالی شان ہے، ہم حضرت عمرؓ کی عزت اس لئے نہیں کرتے کہ ان کی نسل کا کام نہایت اعلیٰ پایہ کا ہے، ہم حضرت عثمانؓ کی عزت اس لئے نہیں کرتے کہ اُن کی نسل کارہائے نمایاں کر رہی ہے اور ہم حضرت علیؓ کو اس لئے نہیں یاد کرتے کہ ان کی نسل میں خاص خوبیاں ہیں۔ (حضرت علیؓ کا تو سلسلہ نسب بھی اب تک چل رہا ہے مگر ان کی عزت اس لئے نہیں کی جاتی کہ ان کی نسل اب تک قائم ہے۔) باقی بھی جتنے صحابہؓ تھے اُن میں سے کوئی ایک بھی تو ایسا نہیں جسے اُس کی نسل کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہو۔ پس حقیقت یہ ہے کہ ہم اُن کو اُن کی ذاتی قربانیوں کی وجہ سے یاد کرتے ہیں اور ان کی عزت کرتے ہیں۔'' (خطبات محمود، جلد 27، صفحہ 657)

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ لو۔ آپؓ مکہ کے ایک معمولی تاجر تھے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوتے اور مکہ کی تاریخ لکھی جاتی تو مؤرخ صرف اتنا ذکر کرتا کہ ابوبکرؓ عرب کا ایک شریف اور دیانت دار تاجر تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ابوبکرؓ کو وہ مقام ملا تو آج ساری دنیا اُن کا ادب اور احترام کے ساتھ نام لیتی ہے۔

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں نے اپنا خلیفہ اور بادشاہ بنا لیا تو مکہ میں بھی یہ خبر جا پہنچی۔ ایک مجلس میں بہت سے لوگ بیٹھے تھے جن میں حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ بھی موجود تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ ابوبکرؓ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کر لی ہے تو اُن کیلئے اس امر کو تسلیم کرنا ناممکن ہو گیا اور انہوں نے خبر دینے والے سے پوچھا کہ تم کس ابوبکرؓ کا ذکر کر رہے ہو؟ اس نے کہا۔ وہی ابوبکرؓ جو تمہارا بیٹا ہے۔ انہوں نے''، ان کے والد نے، حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ نے ''عرب کے ایک ایک قبیلے کا نام لے کر کہنا شروع کر دیا کہ اس نے بھی ابوبکرؓ کی بیعت کر لی ہے؟'' پھر پوچھنا شروع کیا کہ یہ جو بڑے بڑے قبائل ہیں کیا انہوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی ہے؟ ہر ایک کا نام لے لے کر پوچھا۔'' اور جب اس نے کہا کہ سب نے متفقہ طور پر ابوبکرؓ کو خلیفہ اور بادشاہ بنا لیا ہے تو ابو قحافہ بے اختیار کہنے لگے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی مَیں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اَور کوئی معبود نہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ رسول اللہ اسکے سچے رسول ہیں۔'' فرماتے ہیں کہ ''حالانکہ وہ دیر سے مسلمان تھے۔'' ابو قحافہ فتح مکہ کے بعد یا شاید اس سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ ''انہوں نے جو یہ کلمہ پڑھا۔ اور دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا تو اسی لئے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے سمجھا کہ یہ اسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے ورنہ میرے بیٹے کی کیا حیثیت تھی کہ اسکے ہاتھ پر سارا عرب متحد ہو جاتا۔'' (تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 205-206)

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔ انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ مکہ کا ایک لیڈر تھا اَب ذلیل ہو گیا مگر اسلام سے پہلے اُنکی اِس سے زیادہ کیا عزت ہو سکتی تھی کہ دو سو یا تین سو آدمی ان کا نام عزت سے لیتے ہوں گے۔ لیکن اسلام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں خلافت اور بادشاہت کی برکت سے نوازا۔ اور انہیں دنیا بھر میں دائمی عزت اور ایک لازوال شہرت کا مالک بنا دیا...... کہاں ایک قبیلہ کی لیڈری اور کہاں یہ کہ تمام مسلمانوں کا خلیفہ اور مملکتِ عرب کا بادشاہ ہونا جس نے ایران اور روم سے ٹکر لی اور انہیں نیچا دکھایا۔'' (تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 87)

پھر ایک جگہ آپؓ فرماتے ہیں کہ ''دیکھو بادشاہت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ہی نہیں آپؐ کے خادموں کے قدموں پر بھی آ گری لیکن آپؐ نے نہ اُس وقت خواہش کی جب آپؐ کو ابھی بادشاہت نہیں ملی تھی اور نہ اس وقت'' بادشاہت کی ''خواہش کی جب آپؐ کو بادشاہت مل گئی۔ نہ حضرت ابوبکرؓ نے بادشاہت کی خواہش کی، نہ حضرت عمرؓ نے بادشاہت کی خواہش کی، نہ حضرت عثمانؓ نے بادشاہت کی خواہش کی اور نہ حضرت علیؓ نے بادشاہت کی خواہش کی بلکہ ان میں بادشاہت کے آثار پائے ہی نہیں جاتے تھے حالانکہ وہ دنیا کے اتنے زبردست بادشاہ تھے جن کی تاریخ میں مثال ہی نہیں ملتی۔ ان کی طبائع اتنی سادہ تھیں، ان کی ملاقاتیں اِتنی سادہ تھیں، ان میں تواضع اِس قدر پایا جاتا تھا کہ ظاہری طور پر یہ بھی معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ بادشاہ ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ میری حکومت ہے، مَیں بادشاہ ہوں۔ ان میں سے کوئی شخص بھی کبھی اِس بات پر آمادہ نہیں ہوا کہ وہ اپنی بادشاہت کا اظہار کرے اور نہ ہی وہ اِس بات کی کبھی خواہش کرتے تھے۔ درحقیقت جو خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں دنیا خود ان کے قدموں پر آ گرتی ہے۔ لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ بادشاہتوں سے انہیں مدد ملے گی لیکن جو خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں بادشاہتیں سمجھتی ہیں کہ انہیں ان کی غلامی سے عزت ملے گی۔'' (اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرنے میں ہی ہماری کامیابی ہے، انوار العلوم، جلد 21، صفحہ 99)

پھر ایک جگہ آپؓ فرماتے ہیں: ''دیکھو! ابوبکر بادشاہ بن گئے۔ لیکن ان کا باپ یہ سمجھتا تھا کہ ان کا بادشاہ ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ انہیں بادشاہت خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی تھی۔ اسکے مقابلہ میں تیمور بھی ایک بڑا بادشاہ تھا لیکن وہ اپنی دنیوی تدابیر کی وجہ سے بادشاہ ہوا تھا۔ نپولین بھی بڑا بادشاہ تھا لیکن وہ اپنی محنت اور دنیوی تدابیر سے بادشاہ بن گیا تھا۔ نادر شاہ بھی بڑا بادشاہ تھا لیکن اسے بھی بادشاہت اپنی ذاتی محنت اور کوشش اور دنیوی تدابیر سے ملی تھی۔ پس بادشاہت سب کو ملی۔ لیکن ہم کہیں گے تیمور کو بادشاہت آدمیوں کے ذریعہ ملی۔ لیکن ابوبکرؓ کو بادشاہت خدا تعالیٰ سے ملی۔ ہم کہیں گے نپولین کو بادشاہت دنیوی تدابیر سے ملی تھی لیکن حضرت عمرؓ کو بادشاہت خدا تعالیٰ سے ملی۔ ہم کہیں گے چنگیز خان کو بادشاہت دنیوی ذرائع سے ملی تھی لیکن حضرت عثمانؓ کو بادشاہت خدا تعالیٰ نے دی۔ ہم کہیں گے نادر شاہ دنیوی تدابیر سے بادشاہ بنا تھا لیکن حضرت علیؓ کو بادشاہت خدا تعالیٰ نے دی۔

پس بادشاہت سب کو ملی، دنیوی بادشاہوں کا بھی دبدبہ تھا، رُعب تھا۔ اُن کا بھی قانون چلتا تھا اور خلفاء کا بھی۔ بلکہ ان کا قانون ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ سے زیادہ چلتا تھا۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بادشاہ مقرر ہوئے تھے'' یعنی یہ چاروں ''اور وہ آدمیوں کے ذریعہ بادشاہ ہوئے تھے۔'' جو دنیادار بادشاہ تھے۔ ''پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی اہم کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھتا'' بِسْمِ اللّٰهِ کی برکات کا آپ یہاں ذکر فرما رہے ہیں ''اسے برکت نہیں مل سکتی۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اپنے مقصد میں ناکام رہتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے وہ مقصد خدا تعالیٰ سے نہیں مل سکتا۔ جو بادشاہت خدا تعالیٰ کے ذریعہ ملنے والی تھی وہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کو ملی۔ ان کے سوا دوسرے لوگوں کو نہیں ملی۔ دوسروں کو جو بادشاہت ملی وہ شیطان سے ملی یا انسانوں سے ملی۔ ورنہ لینن، سٹالن اور مالنکوف نے بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھی لیکن بادشاہت ان کو بھی ملی۔ روزویلٹ، ٹرومین اور آئزن ہاور نے بھی بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھی لیکن بادشاہت ان کو بھی ملی۔ وہ بِسْمِ اللّٰهِ کو جانتے بھی نہیں اور نہ بِسْمِ اللّٰهِ کی ان کے دلوں میں کوئی قدر ہے۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنے کے بغیر برکت نہیں ملتی تو اس کا یہ مطلب تھا کہ اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ نہیں ملتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے صرف اسی کو ملتا ہے جو ہر اہم کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ لیتا ہے۔ اب ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی چیز زیادہ برکت والی ہوتی ہے یا بندوں سے ملنے والی چیز زیادہ برکت والی ہوتی ہے۔ انسانی تدابیر سے حاصل کی ہوئی بادشاہت بند بھی ہو سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کی دی ہوئی بادشاہت بند نہیں ہو سکتی۔''

کاش کہ یہ نکتہ مسلمانوں کو بھی آج سمجھ آ جائے۔ گو بسم اللہ پڑھتے بھی ہیں لیکن وہ بھی لگتا ہے صرف ظاہری منہ سے ادائیگی ہو رہی ہے اور دل سے نہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ ''یزید بھی ایک بادشاہ تھا اُسے کتنا غرور تھا۔ اُسے طاقت کا کتنا دعویٰ تھا۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو تباہ کیا۔'' بظاہر اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا تھا۔ ''اس نے آپؐ کی اولاد کو قتل کیا اور اس کی گردن نیچے نہیں ہوتی تھی۔'' بڑا اکڑ کے رہتا تھا ''وہ سمجھتا تھا کہ میرے سامنے کوئی نہیں بول سکتا۔

حضرت ابوبکرؓ بھی بادشاہ ہوئے لیکن ان میں عجز تھا، انکسار تھا۔ آپؓ فرماتے تھے مجھے خدا تعالیٰ نے لوگوں کی خدمت کیلئے مقرر کیا ہے۔ اور خدمت کیلئے جتنی مہلت مجھے مل جائے اس کا احسان ہے۔

لیکن یزید کہتا تھا مجھے میرے باپ سے بادشاہت ملی ہے۔ میں جس کو چاہوں مار دوں اور جس کو چاہوں زندہ رکھوں۔ بظاہر یزید اپنی بادشاہت میں حضرت ابوبکرؓ سے بڑھا ہوا تھا۔ وہ کہتا تھا میں خاندانی بادشاہ ہوں۔ کس کی طاقت ہے کہ میرے سامنے بولے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ میں اس قابل کہاں تھا کہ بادشاہ بن جاتا۔ مجھے جو کچھ دیا ہے خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ میں اپنے زور سے بادشاہ نہیں بن سکتا تھا۔ میں ہر ایک کا خادم ہوں۔ میں غریب کا بھی خادم ہوں اور امیر کا بھی خادم ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو تو مجھ سے اس کا ابھی بدلہ لے لو۔ قیامت کے دن مجھے خراب نہ کرنا۔'' حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں ''ایک سننے والا کہتا ہوگا کہ یہ کیا ہے۔ اسے تو ایک نمبردار کی سی حیثیت بھی حاصل نہیں۔ لیکن وہ یزید کی بات سنتا ہوگا تو کہتا ہوگا یہ باتیں ہیں جو قیصر و کسریٰ والی ہیں۔'' یہ بادشاہوں والی باتیں ہیں جو یزید کر رہا ہے۔ ''لیکن جب حضرت ابوبکرؓ فوت ہو گئے تو اُن کے بیٹے، اُن کے پوتے اور پڑپوتے پھر پڑپوتوں کے بیٹے اور پھر آگے وہ نسل جس میں پوتا اور پڑپوتا کا سوال ہی باقی نہیں رہتا وہ برابر ابوبکرؓ سے اپنے رشتہ پر فخر کرتے تھے۔ پھر اُن کو بھی جانے دو۔ وہ لوگ جو ابوبکرؓ کی طرف منسوب بھی نہیں، جو آپ کے خاندان کو بھی کبھی نہیں ملے وہ بھی آپ کے واقعات پڑھتے ہیں تو آج تک ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ ان کی محبت جوش میں آ جاتی ہے۔ کوئی شخص آپؓ کو برا کہہ دے تو ان کا خون کھولنے لگتا ہے۔ غرض اولاد تو الگ رہی غیر بھی اپنی جان ان پر نثار کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ ہر کلمہ گو جب آپ کا نام سنتا ہے تو کہتا ہے رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ مگر وہ فخر کرنے والا یزید جو اپنے آپ کو بادشاہ ابنِ بادشاہ کہتے ہوئے نہیں تھکتا تھا جب فوت ہوا تو لوگوں نے اسکے بیٹے کو اس کی جگہ بادشاہ بنا دیا۔ جمعہ کا دن آیا تو وہ منبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے لوگو! میرا دادا اُس وقت بادشاہ بنا جب اُس سے زیادہ بادشاہت کے مستحق لوگ موجود تھے۔ میرا باپ اُس وقت بادشاہ بنا جب اُس سے زیادہ مستحق لوگ موجود تھے۔ اب مجھے بادشاہ بنا دیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے زیادہ مستحق لوگ موجود ہیں۔ اے لوگو! مجھ سے یہ بوجھ اٹھایا نہیں جاتا۔ میرے باپ اور میرے دادا نے مستحقین کے حق مارے ہیں لیکن میں اُن کے حق مارنے کو تیار نہیں۔ تمہاری خلافت یہ پڑی ہے جس کو چاہو دے دو۔ میں نہ اِس کا اہل ہوں اور نہ اپنے باپ دادا کو اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ انہوں نے جابرانہ اور ظالمانہ طور پر حکومت پر قبضہ کیا تھا۔ میں اب حقداروں کو ان کا حق واپس دینا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر گھر چلا گیا۔ اسکی ماں نے جب یہ واقعہ سنا تو کہا۔ کمبخت! تُو نے اپنے باپ دادا کی ناک کاٹ دی۔ اس نے جواب دیا۔ ماں! اگر خدا تعالیٰ نے تجھے عقل دی ہوتی تو تُو سمجھتی کہ میں نے باپ دادا کی ناک نہیں کاٹی۔ میں نے ان کی ناک جوڑ دی ہے۔ اسکے بعد وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گیا اور مرتے دم تک گھر سے باہر نہیں نکلا۔'' (خطبات محمود جلد 34 صفحہ 86 تا 88)

پس یہ بادشاہت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اسکا حق بھی ادا کیا جاتا ہے۔ یہ بھی ہمارے مسلمان لیڈروں کیلئے، بادشاہوں کیلئے سبق ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب تمہاری طرف کوئی ایسا شخص رشتہ بھیجے جس کے دین اور اخلاق تم کو پسند ہوں
تو اس رشتہ کو قبول کر لیا کرو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔

(ترمذی، کتاب النکاح، باب اذا جاءکم من ترضون دینہ)

طالبِ دُعا: نعیم الحق صاحب اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے
یعنی بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ پڑھ لے۔

(ترمذی، کتاب الاطعمۃ)

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

حضرت مصلح موعودؓ پھر بیان فرماتے ہیں: ’’اسلام کی خدمت اور دین کیلئے قربانیاں کرنے کی وجہ سے آج حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو عظمت حاصل ہے وہ کیا دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہوں کو بھی حاصل ہے؟ آج دنیا کے بادشاہوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں جسے اتنی عظمت حاصل ہو جتنی حضرت ابوبکرؓ کو حاصل ہے بلکہ حضرت ابوبکرؓ تو الگ رہے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی اتنی عظمت حاصل نہیں جتنی مسلمانوں کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ کے نوکروں کو حاصل ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ہمیں حضرت ابوبکرؓ کا کتا بھی بڑی بڑی عزتوں والوں سے اچھا لگتا ہے۔ اس لئے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے در کا خادم ہو گیا۔‘‘ فرماتے ہیں ’’...... وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دَر کا غلام ہو گیا تو اس کی ہر چیز ہمیں پیاری لگنے لگ گئی اور اب یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص اس عظمت کو ہمارے دلوں سے محو کر سکے۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 19، صفحہ 681)

ہمارے پہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں لیکن ہمارے یہ خیالات ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے جو دیر کے بعد اسلام میں داخل ہوئے تھے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے مختلف باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ باتوں باتوں میں حضرت ابوبکرؓ سے کہنے لگے ابا جان! فلاں جنگ کے موقع پر مَیں ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ آپ میرے سامنے سے دو دفعہ گزرے۔ میں اگر اُس وقت چاہتا تو آپ کو مار دیتا مگر میں نے اِس خیال سے ہاتھ نہ اٹھایا کہ آپ میرے باپ ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر بولے مَیں نے تجھے اس وقت دیکھا نہیں اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو چونکہ تُو خدا کا دشمن ہو کر میدان میں آیا تھا اِس لئے میں تجھے ضرور مار دیتا۔‘‘ (خطبات محمود، جلد 16، صفحہ 621-622)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق فاضلہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تھا جس کی فطرت میں سعادت کا تیل اور بتّی پہلے سے موجود تھے۔‘‘ یعنی اس میں جلنے کی صلاحیت تھی، روشن ہونے کی صلاحیت تھی۔ ’’اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے اس کو فی الفور متاثر کر کے روشن کر دیا۔ اس نے آپؐ سے کوئی بحث نہیں کی۔ کوئی نشان اور معجزہ نہ مانگا۔ معاً سن کر صرف اتنا ہی پوچھا کہ کیا آپؐ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ تو بول اٹھے کہ آپؐ گواہ رہیں۔ میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنے والے بہت کم ہدایت پاتے ہیں۔ ہاں حسنِ ظن اور صبر سے کام لینے والے ہدایت سے پورے طور پر حصہ لیتے ہیں۔ اس کا نمونہ ابوبکرؓ اور ابوجہل دونوں موجود ہیں۔ ابوبکرؓ نے جھگڑا نہ کیا اور نشان نہ مانگے۔ مگر اس کو وہ دیا گیا جو نشان مانگنے والوں کو نہ مِلا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے۔ اور خود ایک عظیم الشان نشان بنا۔ ابوجہل نے حجت کی اور مخالفت اور جہالت سے باز نہ آیا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے مگر دیکھ نہ سکا۔ آخر خود دوسروں کیلئے نشان ہو کر مخالفت ہی میں ہلاک ہوا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 165، ایڈیشن 1984ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’مکہ کی مٹی ایک ہی تھی جس سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوجہل پیدا ہوئے۔ مکہ وہی مکہ ہے جہاں اب کروڑوں انسان ہر طبقہ اور ہر درجہ کے دنیا کے ہر حصہ سے جمع ہوتے ہیں۔ اسی سرزمین سے یہ دونو انسان پیدا ہوئے۔ جن میں سے اوّل الذکر اپنی سعادت اور رشد کی وجہ سے ہدایت پا کر صدیقوں کا کمال پا گیا۔ اور دوسرا شرارت، جہالت، بے جا عداوت اور حق کی مخالفت میں شہرت یافتہ ہے۔

یاد رکھو! کمال دو ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک رحمانی، دوسرا شیطانی۔ رحمانی کمال کے آدمی آسمان پر ایک شہرت اور عزت پاتے ہیں۔ اسی طرح شیطانی کمال کے آدمی شیاطین کی ذرّیت میں شہرت رکھتے ہیں۔

غرض ایک ہی جگہ دونو تھے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ فرق نہیں کیا۔ جو کچھ حکم اللہ تعالیٰ نے دیا وہ سب کا سب یکساں طور پر سب کو پہنچا دیا۔ مگر بدنصیب بدقسمت محروم رہ گئے۔ اور سعید ہدایت پا کر کامل ہو گئے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے بیسیوں نشان دیکھے۔ انوار و برکاتِ الٰہیہ کو مشاہدہ کیا۔ مگر اُن کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 164، ایڈیشن 1984ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں: ’’دیکھو مکہ معظّمہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ابوجہل بھی مکہ ہی میں تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکہ ہی کے تھے لیکن ابوبکرؓ کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کے ساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی کہ ابھی آپؓ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے۔ راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر سناؤ اور اُس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسی جگہ ایمان لے آئے اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپؓ نے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے۔ لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے لیکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا اور تکذیب ہی کرتا رہا۔

اِس میں کیا سِر تھا؟‘‘ کیا بھید تھا؟ ’’پیدائش دونوں کی ایک ہی جگہ کی تھی۔ ایک صدیق ٹھہرتا ہے اور دوسرا جو ابوالحکم کہلاتا تھا وہ ابوجہل بنتا ہے۔ اس میں یہی راز تھا کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔ غرض ایمانی امور مناسبت ہی پر منحصر ہیں۔ جب مناسبت ہوتی ہے تو وہ خود معلّم بن جاتی ہے اور امورِ حقہ کی تعلیم دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہلِ مناسبت کا وجود بھی ایک نشان ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 11-12، ایڈیشن 1984ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میرے رب نے مجھ پر یہ ظاہر کیا کہ صدیق اور فاروق اور عثمان (رضی اللہ عنہم) نیکوکار اور مومن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ نے چُن لیا اور جو خدائے رحمٰن کی عنایات سے خاص کئے گئے اور اکثر صاحبانِ معرفت نے ان کے محاسن کی شہادت دی۔

انہوں نے بزرگ و برتر خدا کی خوشنودی کی خاطر وطن چھوڑے۔ ہر جنگ کی بھٹی میں داخل ہوئے اور موسمِ گرما کی دوپہر کی تپش اور سردیوں کی رات کی ٹھنڈک کی پرواہ نہ کی بلکہ نوخیز جوانوں کی طرح دین کی راہوں پر محوِ خرام ہوئے اور اپنوں اور غیروں کی طرف مائل نہ ہوئے اور اللہ ربّ العالمین کی خاطر سب کو خیر باد کہہ دیا۔ اُن کے اعمال میں خوشبو اور اُن کے افعال میں مہک ہے اور یہ سب کچھ ان کے مراتب کے باغات اور ان کی نیکیوں کے گلستانوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ان کی بادِ نسیم اپنے معطر جھونکوں سے ان کے اسرار کا پتہ دیتی ہے اور ان کے انوار اپنی پوری تابانیوں سے ہم پر ظاہر ہوتے ہیں۔‘‘ (سر الخلافہ مترجم، صفحہ 25-26)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’بخدا، اللہ تعالیٰ نے شیخین‘‘ یعنی ’’(ابوبکرؓ وعمرؓ) کو اور تیسرے جو ذوالنورین ہیں‘‘ یعنی حضرت عثمانؓ ’’ہر ایک کو اسلام کے دروازے اور خیر الانام (محمد رسول اللہؐ) کی فوج کے ہراول دستے بنایا ہے۔ پس جو شخص ان کی عظمت سے انکار کرتا ہے اور ان کی قطعی دلیل کو حقیر جانتا ہے اور ان کے ساتھ ادب سے پیش نہیں آتا بلکہ ان کی تذلیل کرتا اور اُن کو بُرا بھلا کہنے کے درپے رہتا اور زبان درازی کرتا ہے مجھے اس کے بدانجام اور سلبِ ایمان کا ڈر ہے۔

اور جنہوں نے ان کو دکھ دیا، اُن پر لعن کیا اور بہتان لگائے تو دل کی سختی اور خدائے رحمٰن کا غضب ان کا انجام ٹھہرا۔ میرا بارہا کا تجربہ ہے اور مَیں اس کا کھلے طور پر اظہار بھی کر چکا ہوں کہ ان سادات سے بُغض و کینہ رکھنا برکات ظاہر کرنے والے اللہ سے سب سے زیادہ قطع تعلقی کا باعث ہے اور جس نے بھی ان سے دشمنی کی تو ایسے شخص پر رحمت اور شفقت کی سب راہیں بند کر دی جاتی ہیں اور اس کیلئے علم و عرفان کے دروازے وا نہیں کئے جاتے۔‘‘

(سر الخلافہ مترجم، صفحہ 28-29)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’تم ایسے شخص پر کیسے لعنت کرتے ہو جس کے دعویٰ کو اللہ نے ثابت کر دیا۔‘‘ بعض لوگ، فرقے بھی ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو غلط ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ’’ایسے شخص پر کیسے لعنت کرتے ہو جسکے دعویٰ کو اللہ نے ثابت کر دیا اور اس نے اللہ سے مدد مانگی تو اللہ نے اسکی مدد کی اور اسکی نصرت کیلئے نشانات دکھائے اور بداندیشوں کی تدبیروں کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور آپ‘‘ یعنی ’’(ابوبکرؓ) نے اسلام کو شکستہ کر دینے والی آزمائش اور جور و جفا کے سیلاب سے بچایا، اور پھنکارنے والے اژدھا کو ہلاک کیا۔ آپ نے امن و امان قائم کیا اور اللہ ربّ العالمین کے فضل سے ہر دروغ گو کو ناکام و نامراد کیا۔ اور حضرت (ابوبکر) صدیقؓ کی اَور بہت سی خوبیاں اور بے حساب و بے شمار برکتیں ہیں اور مسلمانوں کی گردنیں آپؓ کے زیرِ بار احسان ہیں اور اس بات کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اوّل درجہ کا زیادتی کرنے والا ہو۔

جس طرح اللہ نے آپ کو مومنوں کیلئے موجبِ امن اور مرتدوں اور کافروں کی آگیں بجھانے والا بنایا اسی طرح اس نے آپ کو اول درجہ کا حامیٔ فرقان اور خادمِ قرآن اور اللہ تعالیٰ کی کتابِ مبین کی اشاعت کرنے والا بنایا۔ پس آپؓ نے قرآن جمع کرنے اور رحمان خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسکی بیان کردہ ترتیب دریافت کرنے میں پوری کوشش صرف فرما دی۔ اور دین کی غمخواری میں آپؓ کی آنکھیں ایک چشمۂ جاری کے بہنے سے بھی بڑھ کر اشکبار ہوئیں۔‘‘

(سر الخلافہ مترجم، صفحہ 57-58)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’عجیب بات یہ ہے کہ شیعہ حضرات‘‘ بعض لوگ جو شیعہ ہیں ’’یہ اقرار بھی کرتے ہیں کہ (حضرت) ابوبکر صدیقؓ دشمنوں کی کثرت کے ایام میں ایمان لائے اور آپؓ نے ابتلاء کی سخت گھڑی میں (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکّہ) سے نکلے تو آپؓ بھی کمال صدق و صفا سے حضورؐ کی معیت میں نکل کھڑے ہوئے اور تکالیف برداشت کیں اور وطنِ مالوف اور دوست احباب اور اپنا پورے کا پورا خاندان چھوڑ دیا اور خدائے لطیف کو اختیار فرمایا۔ پھر ہر جنگ میں آپؓ شریک ہوئے۔ کفار سے لڑے اور نبی (احمد) مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ پھر آپؓ اُس وقت خلیفہ بنائے گئے جب منافقوں کی ایک جماعت مرتد ہو گئی اور بہت سے کاذبوں نے دعویٰ نبوت کر دیا جس پر آپؓ ان سے جنگ و جدال کرتے رہے یہاں تک کہ ملک میں دوبارہ امن و امان ہو گیا اور فتنہ پردازوں کا گروہ خائب و خاسر ہوا۔

پھر آپؓ فوت ہوئے اور سید الانبیاء اور معصوموں کے امام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر کے پہلو میں دفن کئے گئے اور آپؓ خدا کے حبیب اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے۔ نہ زندگی میں اور نہ موت کے بعد۔ معدودے چند ایام کی مفارقت کے بعد آپس میں مل گئے اور محبت کا تحفہ پیش کیا۔ انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ بقول ان (شیعہ حضرات) کے‘‘ یعنی اعتراض کرنے والوں کے ’’اللہ نے نبی کے مرقد کی تُربت کو خاتم النبیینؐ اور دو کافروں، غاصبوں اور خائنوں کے درمیان مشترک کر دیا۔ اور اپنے نبی اور حبیبؐ کو ان دونوں (ابوبکرؓ اور عمرؓ) کی ہمسائیگی کی اذیت سے نجات نہ دی۔ بلکہ ان دونوں کو دنیا اور آخرت میں آپ کے اذیت رساں رُفقاء بنا دیا اور (نعوذ باللہ) ان دونوں ناپاکوں سے آپؐ کو دُور نہ رکھا۔ ہمارا ربّ ان کی بیان کردہ باتوں سے پاک ہے۔‘‘ جو یہ کہتے ہیں یہ غلط کہتے ہیں۔ یہ ایسا نہیں ہے جیسا بیان کیا جاتا ہے ’’بلکہ اللہ نے ان دونوں پاکبازوں کو‘‘ یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ’’ان دونوں پاکبازوں کو پاکبازوں کے امام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دیا۔ یقیناً اس میں اہلِ بصیرت کیلئے نشانات ہیں۔‘‘ (سر الخلافہ مترجم، صفحہ 72-73)

پھر آپؑ متعصّب شیعوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’اگر متعصب شیعوں سے یہ پوچھا جائے کہ مخالف منکروں کی جماعت سے نکل کر بالغ مردوں میں سے اسلام لانے والا پہلا شخص کون تھا؟ تو اُنہیں یہ کہنے کے سوا چارہ نہیں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔

پھر جب یہ پوچھا جائے کہ وہ کون تھا جس نے سب سے پہلے حضرت خاتم النبیینؐ کے ساتھ ہجرت کی اور تمام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ (ملفوظات، جلد 9، صفحہ 46، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں

کیونکہ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ مشہور ہے

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 102، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

طالبِ دُعا: نور جہاں بیگم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

تعلقات کو پسِ پشت ڈالا اور وہاں چلے گئے جہاں حضورؐ گئے تھے تو ان کیلئے اسکے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ کہیں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ تھے! پھر جب یہ پوچھا جائے کہ بفرضِ محال غاصب ہی سہی تاہم خلیفہ بنائے جانے والوں میں سے پہلا کون تھا؟ تو انہیں یہ کہے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا کہ ابوبکر۔ پھر جب یہ پوچھا جائے کہ ملک ملک میں اشاعت کیلئے قرآن کو جمع کرنے والا کون تھا؟ تو لامحالہ کہیں گے کہ وہ (حضرت) ابوبکرؓ تھے۔ پھر جب یہ پوچھا جائے کہ خیر المرسلین اور سید المعصومینؐ کے پہلو میں کون دفن ہوئے تو یہ کہے بغیر انہیں کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ تو پھر کتنے تعجب کی بات ہے کہ (معاذ اللہ) ہر فضیلت کافروں اور منافقوں کو دے دی گئی اور اسلام کی تمام تر خیر و برکت دشمنوں کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئی۔

کیا کوئی مومن یہ خیال کرسکتا ہے کہ وہ شخص جو اسلام کیلئے خِشتِ اوّل تھا وہ کافر اور لئیم تھا؟ پھر وہ کہ جس نے فخر المرسلین کے ساتھ سب سے پہلے ہجرت کی وہ بے ایمان اور مرتد تھا؟ اس طرح تو ہر فضیلت کافروں کو حاصل ہوگئی۔ یہاں تک کہ سید الابرارؐ کی قبر کی ہمسائیگی بھی!'' (سر الخلافہ مترجم، صفحہ 75-76)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''سچ تو یہ ہے کہ (ابوبکر) صدیقؓ اور (عمر) فاروقؓ دونوں اکابر صحابہ میں سے تھے۔ ان دونوں نے ادائیگی حقوق میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ انہوں نے تقویٰ کو اپنی راہ اور عدل کو اپنا مقصود بنالیا تھا۔ وہ حالات کا گہرا جائزہ لیتے اور اسرار کی کنہ تک پہنچ جاتے تھے۔ دنیا کی خواہشات کا حصول کبھی بھی ان کا مقصود نہ تھا۔ انہوں نے اپنے نفوس کو اللہ کی اطاعت میں لگائے رکھا۔ کثرتِ فیوض اور نبی الثقلینؐ کے دین کی تائید میں شیخین (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) جیسا مَیں نے کسی کو نہ پایا۔ یہ دونوں ہی آفتابِ اُمم و ملل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع میں ماہتاب سے بھی زیادہ سریع الحرکت تھے اور آپؐ کی محبت میں فنا تھے۔ انہوں نے حق کے حصول کی خاطر ہر تکلیف کو شیریں جانا اور اس نبی کی خاطر جس کا کوئی ثانی نہیں، ہر ذلت کو برضا و رغبت گوارا کیا۔ اور کافروں اور منکروں کے لشکروں اور قافلوں سے مٹھ بھیڑ کے وقت شیروں کی طرح سامنے آئے۔ یہاں تک کہ اسلام غالب آ گیا۔ اور دشمن کی جمعیتوں نے ہزیمت اٹھائی۔ شرک چھٹ گیا اور اس کا قلع قمع ہوگیا اور ملت و مذہب کا سورج جگمگ جگمگ کرنے لگا اور مقبول دینی خدمات بجا لاتے ہوئے اور مسلمانوں کی گردنوں کو لطف و احسان سے زیرِ بار کرتے ہوئے ان دونوں کا انجام خیر المرسلین کی ہمسائیگی پر منتج ہوا۔''

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''......اللہ اکبر! ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے صدق و خلوص کی کیا بلند شان ہے۔ وہ دونوں ایسے (مبارک) مدفن میں دفن ہوئے کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو بصد رشک وہاں دفن ہونے کی تمنا کرتے لیکن یہ مقام محض تمنا سے تو حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ صرف خواہش سے عطا کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ تو بارگاہِ ربّ العزت کی طرف سے ایک ازلی رحمت ہے۔'' (سر الخلافہ مترجم صفحہ 77-78، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 345-346)

ان شاء اللہ کچھ حصہ، حوالے اَور ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ پیش ہوں گے۔

......☆......☆......☆......

پُر بہار آئے سالِ نَو اَب کے

گرد سارے دلوں کی دھو جائیں
موسمِ گل ہمیں بھگو جائیں

شاخِ الفت ہری بھری ہی رہے
پیار کے ایسے بیج بو جائیں

پھول بن جائیں آنے والے دن
یوں لڑی میں دعا پرو جائیں

آخری شام میں دسمبر کی
سارے غم خیر باد ہو جائیں

پُر بہار آئے سالِ نَو اَب کے
اور خزاں کے درخت سو جائیں

یہ جہاں امن کا ہو گہوارہ
نفرتوں کے گمان کھو جائیں

دے کے صدقات پڑھ کے اسمِ عظیم
اب نئے سال میں چلو، جائیں

(منصورہ فضل مَن، قادیان)

بقیہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از صفحہ 11

تمام مصائب سے نجات بخشی اور ان ساری آفات سے اسے رہائی دلائی اور عجیب در عجیب تائیدات سے اس کی مدد فرمائی یہاں تک کہ اسلام اپنی شکستگی اور خاک آلودگی کے بعد بادشاہوں کا امام اور گردنوں (عوام النّاس) کا مالک بن گیا۔ پس منافقوں کی زبانیں گنگ ہوگئیں اور مومنوں کے چہرے چمک اٹھے۔ ہر شخص نے اپنے رب کی تعریف اور صدیق (اکبرؓ) کا شکریہ ادا کیا۔'' (سر الخلافہ (مترجم) صفحہ 52)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام کو ایک ایسی دیوار کی طرح پایا جو اشرار کے شر کے باعث گرا ہی چاہتی تھی۔ تب اللہ نے آپ کے ہاتھوں اسے ایک ایسے مضبوط قلعہ کی طرح بنا دیا جس کی دیواریں لوہے کی ہوں اور جس میں غلاموں کی طرح فرمانبردار فوج ہو۔ پس غور کر کیا تو اس میں کوئی شک پاتا ہے؟ یا پھر اس کی مثال تو دوسرے گروہوں میں سے پیش کرسکتے ہو؟'' (سر الخلافہ (مترجم) صفحہ 54)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''آپ رضی اللہ عنہ معرفتِ تامہ رکھنے والے عارف باللہ، بڑے حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کے مالک تھے اور انکسار اور مسکینی کی وضع میں زندگی بسر کرتے تھے۔ بہت ہی عفو و درگزر کرنے والے اور مجسم شفقت و رحمت تھے۔

آپؓ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے۔ آپ کا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق تھا اور آپ کی روح خیر الوریٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح سے پیوست تھی اور جس نور نے آپ کے آقا و مقتدا محبوبِ خداؐ کو ڈھانپا تھا اسی نور نے آپ کو بھی ڈھانپا ہوا تھا اور آپ رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کے لطیف سائے اور آپ کے عظیم فیوض کے نیچے چھپے ہوئے تھے اور فہمِ قرآن اور سید الرسل، فخرِ بنی نوع انسانؐ کی محبت میں آپ تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔ اور جب آپ پر اخروی حیات اور الٰہی اسرار منکشف ہوئے تو آپ نے تمام دنیوی تعلقات توڑ دیئے اور جسمانی وابستگیوں کو پرے پھینک دیا اور آپ اپنے محبوبؐ کے رنگ میں رنگین ہوگئے اور واحد مطلوب ہستی کی خاطر ہر مراد کو ترک کر دیا اور تمام جسمانی کدورتوں سے آپ کا نفس پاک ہوگیا۔ اور سچے یگانہ خدا کے رنگ میں رنگین ہوگیا۔ اور رب العالمین کی رضا میں گم ہوگیا اور جب سچی الٰہی محبت آپ کے تمام رگ و پے اور دل کی انتہائی گہرائیوں میں اور وجود کے ہر ذرہ میں جاگزین ہوگئی اور آپ کے افعال و اقوال میں اور برخاست و نشست میں اسکے انوار ظاہر ہوگئے تو آپ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے اور آپ کو نہایت فراوانی سے تر و تازہ اور گہرا علم، تمام عطا کرنے والوں میں سے بہتر عطا کرنے والے خدا کی بارگاہ سے عطا کیا گیا۔ صدق آپ کا ایک راسخ ملکہ اور طبعی خاصہ تھا۔ اور اس صدق کے آثار و انوار آپؓ میں اور آپؓ کے ہر قول و فعل، حرکت و سکون اور حواس و انفاس میں ظاہر ہوئے۔ آپ آسمانوں اور زمینوں کے رب کی طرف سے منعم علیہ گروہ میں شامل کئے گئے۔ آپؓ کتابِ نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے اور آپ اربابِ فضیلت اور جواں مردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے۔''

فرماتے ہیں: ''تُو ہمارے اس قول کو کسی قسم کا مبالغہ تصور نہ کر اور نہ ہی اسے نرم رویے اور چشم پوشی کی قسم سے محمول کر اور نہ ہی اسے چشمہ محبت سے پھوٹنے والا سمجھ بلکہ یہ وہ حقیقت ہے جو بارگاہِ رب العزت سے مجھ پر ظاہر ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کا مشرب ربّ الارباب پر توکل کرنا اور اسباب کی طرف کم توجہ کرنا تھا اور آپ تمام آداب میں ہمارے رسول اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور ظل کے تھے اور آپ کو حضرت خیر البریہؐ سے ایک ازلی مناسبت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو حضور کے فیض سے پل بھر میں وہ کچھ حاصل ہوگیا جو دوسروں کو لمبے زمانوں اور دور دراز اقلیموں میں حاصل نہ ہوسکا۔ تُو جان لے کہ فیوض کسی شخص کی طرف صرف مناسبتوں کی وجہ سے ہی رخ کرتے ہیں اور تمام کائنات میں اسی طرح اللہ کی سنت جاری و ساری ہے۔ پس جس شخص کو قسّامِ (ازل) نے اولیاء اور اصفیا کے ساتھ ذرا سی بھی مناسبت عطا نہ کی ہو تو یہی وہ محرومی ہے جسے حضرت کبریاء کی جناب میں شقاوت و بدبختی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اتم و اکمل خوش بخت وہی شخص ہے جس نے حبیب خداؐ کی عادات کا احاطہ کیا ہو یہاں تک کہ الفاظ، کلمات اور تمام طور طریقوں میں آپؐ سے مشابہت پیدا کرلی ہو۔ بدبخت لوگ تو اس کمال کو سمجھ نہیں سکتے۔ جس طرح ایک پیدائشی اندھا رنگوں اور شکلوں کو دیکھ نہیں سکتا ایک بدبخت کے نصیب میں تو پُر رعب اور پُر ہیبت (خدا) کی تجلیات کے سوا کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اس کی فطرت رحمت کے نشانات نہیں دیکھ سکتی۔ اور جذب اور محبت کی خوشبو کو نہیں سونگھ سکتی اور یہ نہیں جانتی کہ خلوص، خیر خواہی، اُنس اور فراخی قلب کیا ہیں کیونکہ وہ (فطرت) تو ظلمات سے بھری پڑی ہے۔ ''یعنی جو اندھا ہے۔'' پھر اس میں برکات کے انوار اتریں تو کیسے؟ بلکہ بدبخت شخص کا نفس تو ایک تند و تیز آندھی کے تموّج کے طرح موجیں مارتا ہے اور اسکے جذبات حق اور حقیقت دیکھنے سے اسے روکتے ہیں۔ اس لئے وہ سعادت مندوں کی طرح معرفت میں راغب ہوتے ہوئے (حق) کی طرف نہیں آتا۔ جبکہ صدیقؓ کی تخلیق مبدءِ فیضان کی طرف متوجہ ہونے اور رسول رحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کرنے کی صورت میں ہوئی۔ آپ صفاتِ نبوت کے ظہور کے تمام انسانوں سے زیادہ حقدار تھے اور حضرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بننے کیلئے اولیٰ تھے اور اپنے متبوعؑ کے ساتھ کمال اتحاد اور موافقتِ تامہ استوار کرنے کے اہل تھے۔ نیز یہ کہ وہ جملہ اخلاق، صفات و عادات اپنانے اور انفسی اور آفاقی تعلقات چھوڑنے میں آپؐ کے (ایسے کامل) مظہر تھے کہ تلواروں اور نیزوں کے زور سے بھی ان کے درمیان قطع تعلق واقع نہ ہوسکے۔ اور آپ اس حالت پر ہمیشہ قائم رہے۔ اور مصائب اور ڈرانے والے حالات، نیز لعنت ملامت میں سے کچھ بھی آپ کو بیقرار نہ کرسکے۔ آپ کی روح کے جوہر میں صدق و صفا، ثابت قدمی اور تقویٰ شعاری داخل تھی خواہ سارا جہاں مرتد ہوجائے آپ ان کی پرواہ نہ کرتے اور نہ پیچھے ہٹتے بلکہ ہر آن اپنا قدم آگے ہی بڑھاتے گئے۔'' (سر الخلافہ (مترجم) صفحہ 101 تا 105)

یہ تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی محبت میں اپنے آپ کو فنا کر دیا تھا۔

بدری صحابہؓ کے ذکر میں یہ آخری ذکر تھا جو چل رہا تھا وہ اب ختم ہوا۔ شاید بعض صحابہ جو میں نے شروع میں بیان کیے تھے ان کی بعض تفصیلیں بعد میں آئی ہیں وہ کبھی موقع ملا تو بیان کردوں گا۔ نہیں تو جب بدری صحابہؓ کی اشاعت ہوگی اس میں ان صحابہ کی بھی وہ تفصیل چھپ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر طرف ستاروں کی طرح یہ ہماری راہنمائی کرنے والے ہوں اور جو معیار انہوں نے قائم کیے ہم بھی ان معیاروں کو قائم کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

’’آپؓ کتاب نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’ان دونوں (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) کی خلافت میں بکثرت ثمرات اسلام ودیعت کئے گئے اور کئی طرح کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ کامل خوشبو سے معطر کی گئی‘‘

’’آپؓ کے اوصاف حمیدہ آفتاب کی طرح درخشندہ ہیں‘‘

’’حضرتِ صدیقؓ کی ذاتِ گرامی رجاء وخوف، خشیت وشوق اور انس ومحبت کی جامع تھی اور آپکا جوہر فطرت صدق وصفا میں اتم واکمل تھا اور حضرت کبریاء کی طرف بکمال منقطع تھا‘‘

’’آپ کی روح کے جوہر میں صدق وصفا، ثابت قدمی اور تقویٰ شعاری داخل تھی،
خواہ سارا جہاں مرتد ہو جائے آپ ان کی پرواہ نہ کرتے اور نہ پیچھے ہٹتے بلکہ ہر آن اپنا قدم آگے ہی بڑھاتے گئے‘‘

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں سے آپ کے سوا کسی صحابی کا نام صدیق نہیں رکھا تا کہ وہ آپ کے مقام اور عظمتِ شان کو ظاہر کرے‘‘

’’آپؓ کی تمام خوشی اعلائے کلمۂ اسلام اور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تھی‘‘

’’آپ نے اسلام کو ایک ناتواں اور بیکس اور نحیف ونزار ماؤف شخص کی طرح پایا تو آپ ماہروں کی طرح اس کی رونق اور شادابی کو
دوبارہ واپس لانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک لٹے ہوئے شخص کی طرح اپنی گم شدہ چیز کی تلاش میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ
اسلام اپنے متناسب قد، اپنے ملائم رخسار، اپنی شادابی جمال اور اپنے صاف پانی کی مٹھاس کی طرف لوٹ آیا اور یہ سب کچھ اس بندۂ امین کے اخلاص کی وجہ سے ہوا‘‘

’’مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا
سا رنگ پیدا نہ ہو وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں‘‘

’’آپؓ کی فضیلت حکم سریع اور نصِ محکم سے ثابت ہے اور آپ کی بزرگی دلیلِ قطعی سے واضح ہے اور آپ کی صداقت روزِ روشن کی طرح درخشاں ہے،
آپ نے آخرت کی نعمتوں کو پسند فرمایا اور دنیا کی ناز ونعمت کو ترک کر دیا، دوسروں میں سے کوئی بھی آپؓ کے ان فضائل تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا‘‘

’’حضرت ابوبکرؓ اسلام کے آدمِ ثانی ہیں‘‘

’’آپ رضی اللہ عنہ معرفتِ تامہ رکھنے والے عارف باللہ، بڑے حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کے مالک تھے
اور انکسار اور مسکینی کی وضع میں زندگی بسر کرتے تھے، بہت ہی عفو ودرگزر کرنے والے اور مجسم شفقت ورحمت تھے‘‘

’’آپؓ نبی تو نہ تھے مگر آپؓ میں رسولوں کے قویٰ موجود تھے، آپؓ کے اس صدق کی وجہ سے ہی چمن اسلام اپنی پوری رعنائیوں کی طرف لوٹ آیا
اور تیروں کے صدمات کے بعد بارونق اور شاداب ہو گیا اور اس کے قسما قسم کے خوشنما پھول کھلے اور اس کی شاخیں گرد وغبار سے صاف ہو گئیں‘‘

’’آپ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے اور آپ کو نہایت فراوانی سے تر وتازہ اور گہرا علم، تمام عطا کرنے والوں میں سے بہتر عطا کرنے والے
خدا کی بارگاہ سے عطا کیا گیا، صدق آپ کا ایک راسخ ملکہ اور طبعی خاصہ تھا، اور اس صدق کے آثار وانوار آپؓ میں اور آپؓ کے ہر قول وفعل،
حرکت وسکون اور حواس وانفاس میں ظاہر ہوئے، آپ آسمانوں اور زمینوں کے ربّ کی طرف سے منعم علیہ گروہ میں شامل کئے گئے،
آپؓ کتابِ نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے اور آپ اربابِ فضیلت اور جواں مردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے۔‘‘

بدری صحابہؓ کے ذکر میں یہ آخری ذکر تھا جو چل رہا تھا وہ اب ختم ہوا......اللہ تعالیٰ ہمیں ان صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے
ہر طرف ستاروں کی طرح یہ ہماری راہنمائی کرنے والے ہوں اور جو معیار انہوں نے قائم کیے ہم بھی ان معیاروں کو قائم کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاداتِ مبارکہ کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9 ؍دسمبر 2022ء بمطابق 9 ؍فتح 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

گزشتہ جمعہ، خطبہ میں مَیں نے آخر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات پیش کیے تھے۔ اس بارے میں آپؑ کے کچھ مزید ارشادات ہیں، پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’بلا شبہ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اس کارواں کے امیر تھے جس نے اللہ کی خاطر بلند چوٹیاں سر کیں اور انہوں نے متمدن اور بادیہ نشینوں کو حق کی دعوت دی یہاں تک کہ ان کی یہ دعوت دُور دراز ممالک تک پھیل گئی۔ اور ان دونوں کی خلافت میں بکثرت ثمرات اسلام ودیعت کئے گئے اور کئی طرح کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ کامل خوشبو سے معطر کی گئی۔

اور اسلام حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں مختلف اقسام کے (فتنوں کی) آگ سے الم رسیدہ تھا اور قریب تھا کہ کھلی کھلی غارت گریاں اس کی جماعت پر حملہ آور ہوں اور اس کے لُوٹ لینے پر فتح کے نعرے لگائیں۔ پس عین اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صدق کی وجہ سے رب جلیل اسلام کی مدد کو آ پہنچا اور گہرے کنویں سے اس کا متاعِ عزیز نکالا۔ چنانچہ اسلام بدحالی کے انتہائی مقام سے بہتر حالت کی طرف لَوٹ آیا۔ پس انصاف ہم پر یہ لازم ٹھہراتا ہے کہ ہم اس مددگار کا شکریہ ادا کریں اور دشمنوں کی پرواہ نہ کریں۔ پس تُو اس شخص سے بے رخی نہ کر جس نے تیرے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور تیرے دین و دَر کی حفاظت کی اور اللہ کی خاطر تیری بہتری چاہی اور تجھ سے بدلہ نہ چاہا۔ تو پھر بڑے تعجب کا مقام ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی بزرگی سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟ اور یہ حقیقت ہے کہ آپؓ کے اوصاف حمیدہ آفتاب کی طرح درخشندہ ہیں اور بلاشبہ ہر مومن آپ کے لگائے ہوئے درخت کے پھل کھاتا اور آپ کے پڑھائے ہوئے علوم سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ آپ نے ہمارے دین کیلئے فرقان اور ہماری دنیا کیلئے امن و امان عطا فرمایا۔ اور جس نے اس سے انکار کیا تو اُس نے جھوٹ بولا اور ہلاکت اور شیطان سے جا ملا۔‘‘ فرماتے ہیں ’’اور جن لوگوں پر آپ کا مقام و مرتبہ مشتبہ رہا، ایسے لوگ عمداً خطا کار ہیں اور انہوں نے کثیر پانی کو قلیل جانا۔ پس وہ غصے سے اٹھے اور ایسے شخص کی تحقیر کی جو اول درجہ کا مکرم و محترم تھا۔‘‘

فرمایا ’’اور حضرت صدیقؓ کی ذاتِ گرامی رجاء و خوف، خشیت و شوق اور انس و محبت کی جامع تھی اور آپ کا جوہرِ فطرت صدق و صفا میں اتم و اکمل تھا اور حضرت کبریاء کی طرف بکمال منقطع تھا۔

اور نفس اور اس کی لذات سے خالی اور ہوا و ہوس اور اسکے جذبات سے کلیۃً دور تھا اور آپ حد درجہ کے متبتّل تھے اور آپ سے اصلاح ہی صادر ہوئی اور آپؓ سے مومنوں کیلئے فلاح و بہبود ہی ظاہر ہوئی۔ آپ ایذا اور دکھ دینے کی تہمت سے پاک تھے۔ اس لئے تُو داخلی تنازعات کی طرف نہ دیکھ بلکہ انہیں بھلائی کی طرز پر محمول کر۔ کیا تو غور نہیں کرتا کہ وہ شخص جس نے اپنے ربّ کے احکامات اور خوشنودی سے اپنی توجہ اپنے بیٹے بیٹیوں کی طرف نہیں پھیری تا کہ وہ انہیں مالدار بنائیں یا انہیں اپنے عمّال میں سے بنائیں اور جس نے دنیا سے صرف اسی قدر حصہ لیا جتنا اس کی ضرورتوں کیلئے کافی تھا تو پھر تُو کیسے خیال کر سکتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر ظلم روا رکھا ہوگا۔‘‘

(سر الخلافہ (مترجم) صفحہ 79 تا 82)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اللہ صدیق (اکبرؓ) پر رحمتیں نازل فرمائے کہ آپؓ نے اسلام کو زندہ کیا اور زندیقوں کو قتل کیا اور قیامت تک کیلئے اپنی نیکیوں کا فیضان جاری کر دیا۔ آپؓ بہت گریہ کرنے والے اور متبتّل الی اللہ تھے اور تضرع، دعا، اللہ کے حضور گرے رہنا، اسکے در پر گریہ و عاجزی سے جھکے رہنا اور اسکے آستانے کو مضبوطی سے تھامے رکھنا آپ کی عادت میں سے تھا۔ آپ بحالتِ سجدہ دعا میں پورا زور لگاتے اور تلاوت کے وقت روتے تھے۔

آپؓ بلاشبہ اسلام اور مرسلین کے فخر ہیں۔ آپؓ کا جوہر فطرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہرِ فطرت کے قریب تر تھا۔ آپؓ نبوت کی خوشبوؤں کو قبول کرنے کیلئے مستعد لوگوں میں سے اول تھے۔ حاشر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قیامت کی مانند جو حشر روحانی ظاہر ہوا آپؓ اس کے دیکھنے والوں میں سرفہرست تھے۔ اور ان لوگوں میں سے پہلے تھے جنہوں نے مَیل سے اَٹی چادروں کو پاک و صاف پوشاکوں سے تبدیل کر دیا اور انبیاء کے اکثر خصائل میں انبیاء کے مشابہ تھے۔

ہم قرآن کریم میں آپؓ کے ذکر کے سوا کسی اَور (صحابی) کا ذکر بجز ظن و گمان کرنے والوں کے ظن کے قطعی اور یقینی طور پر موجود نہیں پاتے۔ اور ظن وہ چیز ہے جو حق کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی وہ (حق کے) متلاشیوں کو سیراب کر سکتا ہے اور جس نے آپ سے دشمنی کی تو ایسے شخص اور حق کے درمیان ایک ایسا بند دروازہ حائل ہے جو کبھی بھی صدیقوں کے سردار کی طرف رجوع کئے بغیر نہ کھلے گا۔‘‘ (سر الخلافہ (مترجم) صفحہ 99-100)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’صدیقؓ کی تخلیق مبدءِ فیضان کی طرف متوجہ ہونے اور رسولِ رحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کرنے کی صورت میں ہوئی۔ آپؓ صفاتِ نبوت کے ظہور کے تمام انسانوں سے زیادہ حق دار تھے اور حضرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بننے کیلئے اولیٰ تھے اور اپنے متبوعؐ کے ساتھ کمال اتحاد اور موافقتِ تامہ استوار کرنے کے اہل تھے۔ نیز یہ کہ وہ جملہ اخلاق، صفات و عادات اپنانے اور انفسی اور آفاقی تعلقات چھوڑنے میں آپؐ کے (ایسے کامل) مظہر تھے کہ تلواروں اور نیزوں کے زور سے بھی ان کے درمیان قطع تعلق واقع نہ ہو سکے اور آپ اس حالت پر ہمیشہ قائم رہے اور مصائب اور ڈرانے والے حالات، نیز لعنت ملامت میں سے کچھ بھی آپ کو بے قرار نہ کر سکے۔

آپ کی روح کے جوہر میں صدق و صفا، ثابت قدمی اور تقویٰ شعاری داخل تھی۔ خواہ سارا جہاں مرتد ہو جائے آپ ان کی پرواہ نہ کرتے اور نہ پیچھے ہٹتے بلکہ ہر آن اپنا قدم آگے ہی بڑھاتے گئے۔ اور اسی وجہ سے اللہ نے نبیوں کے فوراً بعد صدیقوں کے ذکر کو رکھا اور فرمایا: فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (النساء: 70) اور اس (آیت) میں صدیق (اکبرؓ) اور آپ کی دوسروں پر فضیلت کے اشارے ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں سے آپ کے سوا کسی صحابی کا نام صدیق نہیں رکھا تا کہ وہ آپ کے مقام اور عظمتِ شان کو ظاہر کرے۔

لہٰذا غور و فکر کرنے والوں کی طرح غور کر۔ اس آیت میں سالکوں کیلئے کمال کے مراتب اور ان کی اہلیت رکھنے والوں کی جانب بہت بڑا اشارہ ہے۔ اور جب ہم نے اس آیت پر غور کیا اور سوچ کو انتہا تک پہنچایا تو یہ منکشف ہوا کہ یہ آیت (ابوبکر) صدیقؓ کے کمالات پر سب سے بڑی گواہ ہے اور اس میں ایک گہرا راز ہے جو ہر اس شخص پر منکشف ہوتا ہے جو تحقیق پر مائل ہوتا ہے۔ پس ابوبکرؓ وہ ہیں جنہیں رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبانِ (مبارک) سے صدیق کا لقب عطا کیا گیا اور فرقانِ (حمید) نے صدیقوں کو انبیاء کے ساتھ ملایا ہے جیسا کہ اہلِ عقل پر پوشیدہ نہیں۔ اور ہم صحابہؓ میں سے کسی ایک صحابی پر بھی اس لقب اور خطاب کا اطلاق نہیں پاتے۔ اس طرح صدیقِ امین کی فضیلت ثابت ہو گئی کیونکہ نبیوں کے بعد آپ کے نام کا ذکر کیا گیا ہے۔‘‘ (سر الخلافہ (مترجم) صفحہ 104 تا 107)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’ابن خلدون کہتے ہیں کہ ’’جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف بڑھ گئی اور آپؐ پر غشی طاری ہو گئی تو آپؐ کی ازواج اور دیگر اہل بیت، عباس اور علی آنحضرتؐ کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر نماز کا وقت ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ابوبکر سے کہہ دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔‘‘ (الجزء الثانی، صفحہ 62) آپؑ فرماتے ہیں کہ ابن خلدون کہتے ہیں کہ ’’پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت کرنے کے بعد فرمایا: ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کر دو! کیونکہ میں تمام صحابہ میں احسان میں کسی کو بھی ابوبکر سے زیادہ افضل نہیں جانتا۔‘‘

(الجزء الثانی، صفحہ 62)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ابن خلدون نے ذکر کیا ہے کہ ’’حضرت ابوبکرؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور آپؐ کو بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، اللہ نے جو موت آپؐ کیلئے مقدر کی تھی اس کا مزہ آپؐ نے چکھ لیا۔ لیکن اب اسکے بعد کبھی آپؐ پر موت نہیں آئے گی۔‘‘

(الجزء الثانی، صفحہ 62)

فرماتے ہیں کہ ’’اللہ کے لطیف احسانات میں سے جو اس نے آپؓ پر فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال قرب کی جو خصوصیت آپؓ کو حاصل تھی، جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے وہ یہ تھی کہ ابوبکرؓ اسی چارپائی پر اٹھائے گئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا گیا تھا۔ اور آپؓ کی قبر کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح ہموار بنایا گیا۔ اور (صحابہ نے) آپؓ کی لحد کو نبی کریمؐ کی لحد کے بالکل قریب بنایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے متوازی رکھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو آخری کلمہ ادا فرمایا وہ یہ تھا کہ (اے اللہ!) مجھے مسلم ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین میں شامل فرما۔ (صفحہ 176) (سر الخلافہ (مترجم) صفحہ 189-190 حاشیہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ابوبکر ایک نادرِ روزگار، باخدا انسان تھے۔ جنہوں نے اندھیروں کے بعد اسلام کے چہرے کو تابانی بخشی اور آپ کی پوری کوشش یہی رہی کہ جس نے اسلام کو ترک کیا آپ نے اس سے مقابلہ کیا۔ اور جس نے حق سے انکار کیا آپ نے اس سے جنگ کی۔ اور جو اسلام کے گھر میں داخل ہو گیا تو اس سے نرمی اور شفقت کا سلوک کیا۔ آپ نے اشاعتِ اسلام کیلئے سختیاں برداشت کیں۔ آپ نے مخلوق کو نایاب موتی عطا کئے۔ اور اپنے عزمِ مبارک سے بادیہ نشینوں کو معاشرت سکھائی۔ اور ان شتر بے مہاروں کو کھانے پینے، نشست و برخاست کے آداب اور نیکی کے راستوں کی تلاش اور جنگوں میں بہادری اور جوش کے ادب سکھائے اور آپ نے ہر طرف مایوسی دیکھ کر بھی کسی سے جنگ کے بارے میں نہیں پوچھا بلکہ آپ ہر مدمقابل سے نبرد آزما ہونے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر بزدل اور بیمار شخص کی طرح آپ کو خیالات نے بہکایا نہیں۔ ہر فساد اور مصیبت کے موقع پر ثابت ہو گیا کہ آپ کوہِ رَضوىٰ (یہ مدینہ کا ایک پہاڑ ہے) سے زیادہ راسخ اور مضبوط ہیں۔ آپ نے ہر اس شخص کو جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہلاک کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر تمام تعلقات کو پرے پھینک دیا۔ آپؓ کی تمام خوشی اعلائے کلمۂ اسلام اور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تھی۔

پس اپنے دین کی حفاظت کرنے والے حضرت ابوبکرؓ کا دامن تھام لے اور فضول گوئی چھوڑ دے۔ فرمایا کہ اور مَیں نے جو کچھ کہا ہے وہ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والے شخص کی طرح یا آباؤ اجداد کے خیالات کی تقلید کرنے والے کی طرح نہیں کہا بلکہ جب سے میرے قدم نے چلنا اور میرے قلم نے لکھنا شروع کیا مجھے یہی محبوب رہا کہ میں تحقیق کو اپنا مسلک اور غور و فکر کو اپنا مقصود بناؤں۔ میں نے پوری تحقیق کی ہے۔ فرمایا کہ چنانچہ میں ہر خبر کی چھان بین کرتا اور ہر ماہر علم سے پوچھتا۔ پس میں نے صدیقِ اکبر کو واقعی صدیق پایا اور تحقیق کی رو سے یہ امر مجھ پر منکشف ہوا جب میں نے آپ کو تمام اماموں کا امام اور دین اور امت کا چراغ پایا تب میں نے آپ کی رکاب کو مضبوطی سے تھام لیا اور آپ کی امان میں پناہ لی اور صالحین سے محبت کر کے اپنے رب کی رحمت حاصل کرنی چاہی۔ پس اس خدائے رحیم نے مجھ پر رحم فرمایا۔ پناہ دی۔ میری تائید فرمائی اور میری تربیت کی اور مجھے معزز لوگوں میں سے بنایا اور اپنی رحمت خاص سے اس نے مجھے اس صدی کا مجدد اور مسیح موعود بنایا اور مجھے ملہمین میں سے بنایا۔ مجھ سے غم کو دُور کیا اور مجھے وہ کچھ عطا کیا جو دنیا جہان میں کسی اَور کو عطا نہیں کیا اور یہ سب اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی اور ان مقربین کی محبت کے طفیل حاصل ہوا ہے۔ اے اللہ! تو اپنے افضل الرسل اور اپنے خاتم الانبیاء اور دنیا کے تمام انسانوں سے بہتر وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیج۔

بخدا حضرت ابوبکرؓ حرمین میں بھی اور دونوں قبروں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ اس سے میری مراد ایک تو غار کی قبر ہے جس میں آپ بحالتِ اضطرار وفات یافتہ شخص کی طرح پناہ گزین ہوئے اور پھر دوسری وہ قبر جو مدینہ میں خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اس لیے صدیق اکبر کے مقام کو سمجھ اگر تو گہری سمجھ کا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ۞ اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور ۞ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

طالب دعا: رحمت بی بی صاحبہ (مکرم شجاعت علی خان صاحب مرحوم اینڈ فیملی) دار الفضل، کیرنگ صوبہ اڈیشہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جس نے پیدا کیا وہی جانے ۞ دوسرا کیونکر اُس کو پہچانے

غیر کو غیر کی خبر کیا ہو ۞ نظر دور کارگر کیا ہو

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

مالک ہے۔ اللہ نے آپ کی اور آپ کی خلافت کی قرآن میں توصیف فرمائی اور بہترین بیان سے آپ کی ستائش کی ہے۔ فرمایا: بلاشبہ آپ اللہ کے مقبول اور پسندیدہ ہیں اور آپ کی قدر و منزلت کی تحقیر کسی سر پھرے شخص کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ آپ کی خلافت کے ذریعہ اسلام سے تمام خطرات دور ہو گئے۔ فرماتے ہیں: اور آپ کی رأفت سے مسلمانوں کی خوش بختی پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اگر خیر الانام کا صدیق، صدیقِ اکبر نہ ہوتا تو قریب تھا کہ اسلام کا ستون منہدم ہو جاتا۔

آپ نے اسلام کو ایک ناتواں اور بیکس اور نحیف و نزار ماؤف شخص کی طرح پایا تو آپ ماہروں کی طرح اس کی رونق اور شادابی کو دوبارہ واپس لانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک لٹے ہوئے شخص کی طرح اپنی گم شدہ چیز کی تلاش میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ اسلام اپنے متناسب قد، اپنے ملائم رخسار، اپنی شادابیٔ جمال اور اپنے صاف پانی کی مٹھاس کی طرف لوٹ آیا اور یہ سب کچھ اس بندۂ امین کے اخلاص کی وجہ سے ہوا۔

آپ نے نفس کو مٹی میں ملایا اور حالت کو بدلا اور رحمان خدا کی خوشنودی کے سوا کسی صلہ کے طالب نہ ہوئے اور اسی حالت میں شب و روز آپ پر آئے۔ آپ بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈالنے والے، آفتوں کو دور کرنے والے اور صحرا کے میٹھے پھل والے درختوں کو بچانے والے تھے۔ خالص نصرتِ الٰہی آپ کے حصہ میں آئی اور یہ اللہ کے فضل اور رحم کی وجہ سے تھا۔ اور اب ہم خدائے واحد پر توکل کرتے ہوئے کسی قدر شواہد کا ذکر کرتے ہیں تا کہ تجھ پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ کیونکر آپ نے تند و تیز آندھیوں والے فتنوں اور جھلسانے والے شعلوں کے مصائب کو ختم کیا اور کس طرح آپ نے جنگ میں بڑے بڑے ماہر نیزہ بازوں اور شمشیر زنوں کو ہلاک کر دیا۔ اس طرح آپ کی باطنی کیفیت آپ کے کارناموں سے ظاہر ہوگئی اور آپ کے اعمال نے آپ کے اوصافِ حمیدہ کی حقیقت پر گواہی دی۔ اللہ آپ کو بہترین جزا عطا کرے اور متقین کے ائمہ میں آپ کا حشر ہو اور اللہ اپنے ان محبوبوں کے صدقے ہم پر رحم فرمائے۔ اے نعمتوں اور عنایات کے مالک خدا! میری دعا قبول فرما۔ تُو سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور تُو رحم کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

(ماخوذ از سر الخلافۃ (مترجم) صفحہ 185 تا 187 حاشیہ)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نمونہ ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ پر غور کرو کہ جب دشمن قریش ہر طرف سے شرارت پر تلے ہوئے تھے اور انہوں نے آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا۔ وہ زمانہ بڑا ابتلا کا زمانہ تھا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو حقِ رفاقت ادا کیا اس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ یہ طاقت اور قوت بجز صدقِ ایمان کے ہرگز نہیں آسکتی۔

آج جس قدر تم لوگ بیٹھے ہوئے ہو۔ اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا ہم پر آجائے تو کتنے ہیں جو ساتھ دینے کو تیار ہوں۔

مثلاً گورنمنٹ کی طرف سے ہی یہ تفتیش شروع ہو جائے کہ کس کس شخص نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہوں گے جو دلیری کے ساتھ یہ کہہ دیں کہ ہم مبائعین میں داخل ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ بات سن کر بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں سُن ہو جائیں گے اور ان کو فوراً اپنی جائیدادوں اور رشتہ داروں کا خیال آجائے گا کہ ان کو چھوڑنا پڑے گا۔‘‘

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’مشکلات ہی کے وقت ساتھ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک انسان عملی طور پر ایمان کو اپنے اندر داخل نہ کرے محض قول سے کچھ نہیں بنتا اور بہانہ سازی اس وقت تک دور ہی نہیں ہوتی۔ عملی طور پر جب مصیبت کا وقت ہو تو اس وقت ثابت قدم نکلنے والے تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے حواری اس آخری گھڑی میں جو ان کی مصیبت کی گھڑی تھی انہیں تنہا چھوڑ کر بھاگ نکلے اور بعض نے تو منہ کے سامنے ہی آپ پر لعنت کر دی۔‘‘

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’......غرض حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق اس مصیبت کے وقت ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفار کی رائے اخراج کی بھی تھی مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپؐ کے قتل پر تھی۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا جو ابد الآباد تک کیلئے نمونہ رہے گا۔

اس مصیبت کی گھڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو! اگر وائسرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کیلئے انتخاب کرلے تو اسکی رائے صائب اور بہتر ہوگی یا ایک چوکیدار کی؟‘‘ وائسرائے اگر انتخاب کرے تو اسکی رائے صائب ہوگی یا ایک عام چوکیدار کی۔ فرماتے ہیں کہ ’’ماننا پڑے گا کہ وائسرائے کا انتخاب بہرحال موزوں اور مناسب ہوگا کیونکہ جس حال میں کہ وہ سلطنت کی طرف سے نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے اور اسکی وفاداری، فراست اور پختہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب ہی تو زمامِ سلطنت اسکے ہاتھ میں دی ہے۔ پھر اسکی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھ لینا نامناسب امر ہے۔

یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کا تھا۔ اس وقت آپ کے پاس 70-80 صحابہؓ موجود تھے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے مگر ان سب میں سے آپؐ نے اپنی رفاقت کیلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی انتخاب کیا۔ اس میں سرّ کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کا فہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف اور الہام سے بتا دیا کہ اس کام کیلئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ ابوبکرؓ اس ساعتِ عُسر میں آپؐ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔‘‘

فرماتے ہیں ’’......غرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کا پورا ساتھ دیا اور ایک غار میں جس کو غارِ ثور کہتے ہیں آپؐ جا چھپے۔ شریر کفار جو آپؐ کی ایذا رسانی کیلئے منصوبے کر چکے تھے تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل سر پر ہی آپہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا بھی نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا اور ہم پکڑے جائیں گے۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبہ:40) کچھ غم نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ مَعَنَا میں آپ دونو شریک ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلّہ پر آنحضرتؐ کو اور دوسرے پر حضرت صدیقؓ کو رکھا ہے۔‘‘

ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں ایک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا۔ دوسرے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رکھا۔ ’’اس وقت دونو ابتلا میں ہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانے والا ہے۔

دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو کیونکہ نشانِ پا یہاں تک ہی آکر ختم ہو جاتا ہے...... لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گذر اور دخل کیسے ہوگا؟ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے۔ کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے ان کو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھتے آئے ہیں لیکن آپؐ کے کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپؐ اپنے رفیقِ صادق صدیقؓ کو فرماتے ہیں لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپؐ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں۔ اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کیلئے تو یہ نمونہ کافی ہے...... ابوبکر صدیقؓ کی شجاعت کیلئے ایک دوسرا گواہ اس واقعہ کے سوا اَور بھی ہے۔‘‘

فرماتے ہیں: ’’جب آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کھینچ کر نکلے کہ اگر کوئی کہے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہے تو مَیں اسے قتل کر دوں گا۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بڑی جرأت اور دلیری سے کلام کیا اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ (آل عمران:145) یعنی محمد بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول ہی ہیں اور آپؐ سے پہلے جس قدر نبی ہو گذرے ہیں۔ سب نے وفات پائی۔ اس پر وہ جوش فرو ہوا۔ اسکے بعد بادیہ نشین اعراب مرتد ہو گئے۔ ایسے نازک وقت کی حالت کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یوں ظاہر فرمایا ہے کہ پیغمبرِ خدا صلعم کا انتقال ہو چکا ہے اور بعض جھوٹے مدعی نبوت کے پیدا ہو گئے ہیں اور بعضوں نے نمازیں چھوڑ دیں اور رنگ بدل گیا ہے۔ ایسی حالت میں اور اس مصیبت میں میرا باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین ہوا۔ میرے باپ پر ایسے ایسے غم آئے کہ اگر پہاڑوں پر آتے تو وہ بھی نابود ہو جاتے۔

اب غور کرو کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی ہمت اور حوصلہ کو نہ چھوڑنا یہ کسی معمولی انسان کا کام نہیں۔ یہ استقامت صدق ہی کو چاہتی تھی اور صدیقؓ نے ہی دکھائی۔ ممکن نہ تھا کہ کوئی دوسرا اس خطرہ کو سنبھال سکتا۔ تمام صحابہؓ اس وقت موجود تھے۔ کسی نے نہ کہا کہ میرا حق ہے۔ وہ دیکھتے تھے کہ آگ لگ چکی ہے۔ اس آگ میں کون پڑے۔ حضرت عمرؓ نے اس حالت میں ہاتھ بڑھا کر آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی۔ یہ ان کا صدق ہی تھا کہ اس فتنہ کو فرو کیا اور ان موذیوں کو ہلاک کیا۔ مسیلمہ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھا اور اس کے مسائل اباحت کے مسائل تھے۔ لوگ اسکی اباحتی باتوں کو دیکھ دیکھ کر اسکے مذہب میں شامل ہوتے جاتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی معیت کا ثبوت دیا اور ساری مشکلات کو آسان کر دیا۔‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 374 تا 379، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔‘‘ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 294)

پھر فرمایا: ’’اللہ کی قسم صدیقِ اکبرؓ وہ مرد خدا ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختصاص کے کئی لباس عطا کئے گئے۔‘‘ بہت ساری خصوصیتیں عطا کی گئیں۔ ’’اور اللہ نے ان کیلئے یہ گواہی دی کہ وہ خاص برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں اور اپنی ذات کی معیت کو آپ کی طرف منسوب کیا اور آپ کی تعریف و توصیف کی اور آپ کی قدردانی کی اور یہ اشارہ فرمایا کہ آپ ایسے شخص ہیں کہ جنہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی گوارا نہ ہوئی۔ ہاں آنحضرتؐ کے علاوہ دیگر عزیز و اقارب کی جدائی پر آپ راضی ہو گئے۔ آپ نے اپنے آقا کو مقدم رکھا اور ان کی طرف دوڑے چلے آئے۔ پھر بکمال رغبت آپ نے اپنے تئیں موت کے منہ میں ڈال دیا اور ہر نفسانی خواہش کو اپنی راہ سے ہٹا دیا۔ رسولؐ نے آپ کو رفاقت کیلئے بلایا تو موافقت میں لبیک کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور جب قوم نے حضرت (محمد) مصطفیٰؐ کو نکالنے کا ارادہ کیا تو بزرگ و برتر اللہ عزّ و جل کے محبوب نبیؐ آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہجرت کروں اور تم میرے ساتھ ہجرت کرو گے اور ہم اکٹھے اس بستی سے نکلیں گے۔ پس اس پر حضرتِ صدیقؓ نے الحمد للہ پڑھا کہ ایسے مشکل وقت میں اللہ نے انہیں مصطفیٰؐ کا رفیق بننے کی سعادت بخشی۔ وہ پہلے ہی سے نبی مظلوم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت کے منتظر تھے۔ یہاں تک کہ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو آپؓ نے پوری سنجیدگی اور عواقب سے لاپرواہ ہو کر ھم و غم میں آپؐ کا ساتھ دیا اور قاتلوں کے قتل کے منصوبہ سے خوفزدہ نہ ہوئے۔ پس آپؓ کی فضیلت حکمِ صریح اور نصِ محکم سے ثابت

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

نوجوان خدام اور اطفال کو اپنی صحبت کا بہت خیال رکھنا ہوگا
ان لوگوں کے ساتھ دوستیاں رکھیں جو مخلص اور ایماندار ہیں
اور غیر اخلاقی اور بیہودہ کاموں میں ملوث نہیں ہیں۔
(روزنامہ الفضل آن لائن 29؍نومبر 2022ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی نوجوانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کی غلط بیانی
اور دھوکہ دہی کے خلاف مہم اور تحریک کی قیادت کریں اور
اپنا ذاتی نمونہ قائم کریں۔ (روزنامہ الفضل آن لائن 29؍نومبر 2022ء)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی - ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

ہے اور آپ کی بزرگی دلیلِ قطعی سے واضح ہے اور آپ کی صداقت روزِ روشن کی طرح درخشاں ہے۔ آپ نے آخرت کی نعمتوں کو پسند فرمایا اور دنیا کی ناز و نعمت کو ترک کر دیا۔ دوسروں میں سے کوئی بھی آپؓ کے ان فضائل تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔‘‘

فرماتے ہیں کہ ’’اگر تم یہ پوچھو کہ اللہ نے سلسلۂ خلافت کے آغاز کیلئے آپؓ کو کیوں مقدم فرمایا اور اس میں ربِّ رؤوف کی کیا حکمت تھی؟ تو جاننا چاہئے کہ اللہ نے یہ دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وارضٰی ایک غیر مسلم قوم میں سے بکمال قلب سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں اور ایسے وقت میں ایمان لائے جب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یک و تنہا تھے اور فساد بہت شدید تھا۔ پس حضرت صدیق اکبرؓ نے اس ایمان لانے کے بعد طرح طرح کی ذلت اور رسوائی دیکھی اور قوم، خاندان، قبیلے، دوستوں اور بھائی بندوں کی لعن طعن دیکھی، رحمان خدا کی راہ میں آپ کو تکلیفیں دی گئیں اور آپ کو اسی طرح وطن سے نکال دیا گیا جس طرح جن و انس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا گیا تھا۔ آپ نے دشمنوں کی طرف سے بہت تکلیفیں اور اپنے پیارے دوستوں کی طرف سے لعنت ملامت مشاہدہ کی۔ آپ نے بارگاہِ ربّ العزت میں اپنے مال و جان سے جہاد کیا۔ آپ معزز اور ناز و نعم میں پلنے کے باوجود معمولی لوگوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ راہِ خدا میں (وطن سے) نکالے گئے۔ آپ اللہ کی راہ میں ستائے گئے۔ آپ نے راہِ خدا میں اپنے اموال سے جہاد کیا اور دولت و ثروت کے رکھنے کے بعد آپ فقیروں اور مسکینوں کی طرح ہو گئے۔ اللہ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ پر گزرے ہوئے ایام کی آپ کو جزا عطا فرمائے اور جو آپ کے ہاتھ سے نکل گیا اس سے بہتر بدلہ دے اور اللہ کی رضامندی چاہنے کیلئے جن مصائب سے آپ دوچار ہوئے ان کا صلہ آپ پر ظاہر فرمائے اور اللہ محسنوں کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ لہٰذا آپ کے ربّ نے آپ کو خلیفہ بنا دیا اور آپ کیلئے آپ کے ذکر کو بلند کیا اور آپ کی دلجوئی فرمائی اور اپنے فضل و رحم سے عزت بخشی اور آپ کو امیر المومنین بنا دیا۔‘‘ (سرالخلافۃ (مترجم) صفحہ 63 تا 66)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔‘‘

(مکتوبات احمد، جلد دوم، صفحہ 151، مکتوب نمبر 2، مکتوب بنام حضرت خان صاحب محمد علی خان صاحبؓ)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: ’’حضرت ابوبکرؓ اسلام کے آدمِ ثانی ہیں اُس زمانہ میں بھی مسیلمہ نے اباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کرسکتا ہے کہ کس قدر مشکلات پیدا ہوئی ہوں گی۔ اگر وہ قوی دِل نہ ہوتا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ اسکے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا لیکن صدیقؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سایہ تھا۔‘‘ ہم سایہ تھا یعنی جس طرح آپ کا سایہ تھا اسی طرح وہ تھے۔ ’’آپؐ کے اخلاق کا اثر اس پر پڑا ہوا تھا اور دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا۔ اس لیے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ان کی زندگی اسلام کی زندگی تھی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں۔ اس زمانہ کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی ہے اس کا اندازہ کرلو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس اسلام کیلئے آدمِ ثانی ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلعم کے بعد ابوبکرؓ کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابوبکر صدیقؓ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوتِ ایمانی سے کل باغیوں کو سزا دی اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ میں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کروں گا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیقؓ کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دے دی۔ پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہئے۔ نظائر سے مسائل بہت جلد حل ہو جاتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 380-381، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہزاروں آدمی مرتد ہو گئے حالانکہ آپؐ کے زمانہ میں تکمیل شریعت ہو چکی تھی۔ یہانتک اس ارتداد کی نوبت پہنچی کہ صرف دو مسجدیں رہ گئیں جن میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ باقی کسی مسجد میں نماز ہی نہیں پڑھی جاتی تھی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (الحجرات: 15) مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دوبارہ اسلام کو قائم کیا اور وہ آدمِ ثانی ہوئے۔

میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت بڑا احسان اس امت پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ ان کے زمانہ میں چار جھوٹے پیغمبر ہو گئے۔ مسیلمہ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی ہو گئے تھے اور ان کا نبی ان کے درمیان سے اٹھ گیا تھا مگر ایسی مشکلات پر بھی اسلام اپنے مرکز پر قائم ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو بات بنی بنائی ملی تھی۔ پھر وہ اس کو پھیلاتے گئے۔ یہاں تک کہ نواحِ عرب سے اسلام نکل کر شام و روم تک جا پہنچا اور یہ ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ والی مصیبت کسی نے نہیں دیکھی نہ حضرت عمرؓ نے نہ حضرت عثمانؓ نے اور نہ حضرت علیؓ نے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 8، صفحہ 277-278، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’جو خدا تعالیٰ کیلئے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشیں ہوگا۔ ایک ابوبکرؓ ہی کو دیکھو جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 41، ایڈیشن 1984ء)

فرمایا: ’’کیا دنیا میں ایسی کم مثالیں اور نظیریں ہیں کہ جو لوگ اس کی راہ میں قتل کئے گئے۔ ہلاک کئے گئے ان کے زندہ جاوید ہونے کا ثبوت ذرہ ذرہ زمین میں ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی دیکھ لو کہ سب سے زیادہ اللہ کی راہ میں برباد کیا اور سب سے زیادہ دیا گیا۔ چنانچہ تاریخِ اسلام میں پہلا خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہی ہوا۔‘‘ فرمایا ’’بہت کا یہ بھی خیال ہوگا کہ کیا ہم انقطاع الی اللہ کر کے اپنے آپ کو تباہ کر لیویں؟ مگر یہ ان کو دھوکا ہے۔ کوئی تباہ نہیں ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ لو۔ اس نے سب کچھ چھوڑا پھر وہی سب سے اوّل تخت پر بیٹھا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 6، صفحہ 19 مع حاشیہ، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’جہاں تک تم پر اس دلیل کی وضاحت کیلئے تفصیل کا تعلق ہے تو اے اہلِ دانش و فضیلت! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں سے ان آیات میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے فضل اور رحم سے ان میں سے بعض مومنوں کو ضرور خلیفہ بنائے گا۔‘‘ آیتِ استخلاف کے بارے میں فرما رہے ہیں ’’اور ان کے خوف کو ضرور امن کی حالت میں بدل دے گا۔ اس امر کا اتم اور اکمل طور پر مصداق ہم حضرت صدیق (اکبرؓ) کی خلافت کو ہی پاتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ اہلِ تحقیق سے یہ امر مخفی نہیں کہ آپ کی خلافت کا وقت خوف اور مصائب کا وقت تھا۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اسلام اور مسلمانوں پر مصائب ٹوٹ پڑے۔‘‘ فرماتے ہیں: ’’بہت سے منافق مرتد ہو گئے اور مرتدوں کی زبانیں دراز ہو گئیں اور افترا پردازوں کے ایک گروہ نے دعویٰ نبوت کر دیا اور اکثر بادیہ نشین ان کے گرد جمع ہو گئے یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب جاہل اور بدکردار آدمی مل گئے اور فتنے بھڑک اٹھے اور مصائب بڑھ گئے اور آفات نے دور و نزدیک کا احاطہ کر لیا اور مومنوں پر ایک شدید زلزلہ طاری ہو گیا۔ اس وقت تمام لوگ آزمائے گئے اور خوفناک اور حواس باختہ کرنے والے حالات نمودار ہو گئے اور مومن ایسے لاچار تھے کہ گویا ان کے دلوں میں آگ کے انگارے دہکائے گئے ہوں یا وہ چھری سے ذبح کر دیئے گئے ہوں۔ کبھی تو وہ خیر البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جدائی کی وجہ سے اور گاہے ان فتنوں کے باعث جو جلا کر بھسم کر دینے والی آگ کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے روتے۔ امن کا شائبہ تک نہ تھا۔ فتنہ پرداز گند کے ڈھیر پر اگے ہوئے سبزے کی طرح چھا گئے تھے۔ مومنوں کا خوف اور ان کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی تھی اور دل دہشت اور بے چینی سے لبریز تھے۔ ایسے (نازک) وقت میں (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ حاکم وقت اور (حضرت) خاتم النبیینؐ کے خلیفہ بنائے گئے۔ منافقوں، کافروں اور مرتدوں کے جن رویوں اور طور طریقوں کا آپ نے مشاہدہ کیا ان سے آپ ہم و غم میں ڈوب گئے۔ آپ اس طرح روتے جیسے ساون کی جھڑی لگی ہو اور آپ کے آنسو چشمۂ رواں کی طرح بہنے لگتے اور آپ (رضی اللہ عنہ) (اپنے) اللہ سے اسلام اور مسلمانوں کی خیر کی دعا مانگتے ...... یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آن پہنچی اور جھوٹے نبی قتل اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے۔ فتنے دُور کر دیئے گئے اور مصائب چھٹ گئے اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور خلافت کا معاملہ مستحکم ہوا اور اللہ نے مومنوں کو آفت سے بچا لیا اور ان کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور ان کیلئے ان کے دین کو تمکنت بخشی اور ایک جہان کو حق پر قائم کر دیا اور مفسدوں کے چہرے کالے کر دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کی نصرت فرمائی اور سرکش سرداروں اور بتوں کو تباہ و برباد کر دیا اور کفار کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ پسپا ہو گئے اور (آخر) انہوں نے رجوع کر کے توبہ کی اور یہی خدائے قہار کا وعدہ تھا اور وہ سب صادقوں سے بڑھ کر صادق ہے۔ پس غور کر کہ کس طرح خلافت کا وعدہ اپنے پورے لوازمات اور علامات کے ساتھ (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کی ذات میں پورا ہوا۔‘‘

فرماتے ہیں: ’’......غور کرو کہ آپ کے خلیفہ ہونے کے وقت مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ اسلام مصائب کی وجہ سے آگ سے جلے ہوئے شخص کی طرح (نازک حالت میں) تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اسکی طاقت لوٹا دی اور اسے گہرے کنویں سے نکالا اور جھوٹے مدعیانِ نبوت دردناک عذاب سے مارے گئے اور مرتد چوپاؤں کی طرح ہلاک کئے گئے۔‘‘

آپؑ فرماتے ہیں: ’’اور اللہ نے مومنوں کو اس خوف سے جس میں وہ مردوں کی طرح تھے امن عطا فرمایا۔ اس تکلیف کے رفع ہونے کے بعد مومن خوش ہوتے تھے اور (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کو مبارکباد دیتے تھے اور مرحبا کہتے ہوئے ان سے ملتے تھے...... وہ آپ کو ایک مبارک وجود اور نبیوں کی طرح تائید یافتہ سمجھتے تھے اور یہ سب کچھ (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کے صدق اور گہرے یقین کی وجہ سے تھا۔‘‘ (سرالخلافہ (مترجم) صفحہ 47 تا 51)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام کی کیا حالت تھی اور اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خصائل کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید فرمایا: ’’آپؓ نبی تو نہ تھے مگر آپؓ میں رسولوں کے قویٰ موجود تھے۔

آپؓ کے اس صدق کی وجہ سے ہی چمن اسلام اپنی پوری رعنائیوں کی طرف لوٹ آیا اور تیروں کے صدمات کے بعد بارونق اور شاداب ہو گیا اور اس کے قسما قسم کے خوشنما پھول کھلے اور اس کی شاخیں گرد و غبار سے صاف ہو گئیں جبکہ اس سے پہلے اسکی حالت ایسے مردے کی سی ہو گئی تھی جس پر رویا جا چکا ہو اور (اس کی حالت) قحط زدہ کی سی تھی اور مصیبت کے شکار کی سی اور ذبح کئے گئے ایسے جانور کی سی جس کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہو، ہو گئی تھی۔ اور (اس کی حالت) قسما قسم کی مشقتوں کے مارے ہوئے اور شدید تپش والی دوپہر کے جلائے ہوئے کی طرح تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ان

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR

طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001

0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AllCCE-0289/Raj.

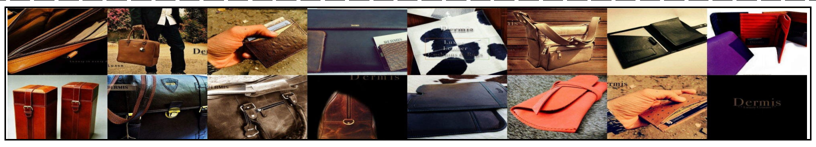

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

جہاد کے متعلق پہلی قرآنی آیت

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جہاد بالسیف کے متعلق سب سے پہلی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر 12 صفر 2 ہجری مطابق 15 / اگست 623ء کو نازل ہوئی جبکہ آپؐ کو مدینہ میں تشریف لائے قریباً ایک سال کا عرصہ گزرا تھا اور وہ یہ آیت ہے:

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُۨ ○ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ○

’’اجازت دی جاتی ہے لڑنے کی مسلمانوں کو جن کے خلاف کفار نے تلوار اٹھائی ہے کیونکہ وہ (مسلمان) مظلوم ہیں اور ضرور اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر قادر ہے۔ وہ ظلم کے ساتھ اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس بناء پر کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نہ روکے (دفاعی جنگ کی اجازت دے کر) ایک قوم کو دوسری قوم کے خلاف تو یقینا راہبوں کے صومعے اور عیسائیوں کے گرجے اور یہود کے معابد اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت کے ساتھ خدا کا نام لیا جاتا ہے ایک دوسرے کے ہاتھ سے تباہ و برباد کردی جاویں اور اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب خدا ہے۔‘‘

اس آیت کے الفاظ جس وضاحت اور صفائی کے ساتھ ابتدائی اسلامی جنگوں کی غرض وغایت اور اس وقت کے مسلمانوں کی حالت کو ظاہر کررہے ہیں وہ کسی تفسیر کی محتاج نہیں ہے اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو اس آیت سے چار باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس جنگ میں ابتداء کفار کی طرف سے تھی جیسا کہ ’’یُقٰتَلُوۡنَ‘‘ کے لفظ سے ظاہر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفار مسلمانوں پر سخت ظلم کیا کرتے تھے اور ان کے یہی مظالم جنگ کا باعث تھے جیسا کہ ’’بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا‘‘ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ کفار کی غرض یہ تھی کہ دین اسلام کو تلوار کے زور سے نیست و نابود کردیں جیسا کہ ’’لَّہُدِّمَتۡ‘‘ کے لفظ میں اشارہ ہے۔ چوتھے یہ کہ مسلمانوں کے اعلان جنگ کی غرض خود حفاظتی اور دفاع تھی جیسا کہ ’’لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ‘‘ کے لفظ سے پایا جاتا ہے۔ الغرض یہ آیت کریمہ جو جہاد بالسیف کے متعلق سب سے پہلی آیت ہے کمال صفائی کے ساتھ یہ بتارہی ہے کہ ان جنگوں میں ابتداء کفار کی طرف سے تھی جو اسلام کو بزور مٹانا چاہتے تھے اور مسلمان مظلوم تھے اور انہوں نے محض خود حفاظتی اور دفاع میں تلوار اٹھائی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مخالفین اسلام کی طرف سے جہاد بالسیف کے متعلق جتنے بھی اعتراض ہوئے ہیں ان کے جواب کے لئے یہی ایک آیت کافی ہے اگر کوئی سمجھے۔

قرآن سب سے زیادہ صحیح تاریخی شہادت ہے

اس جگہ ممکن ہے کسی کے دل میں یہ شبہ گزرے کہ قرآن تو خود مسلمانوں کی اپنی مذہبی کتاب ہے اس کی شہادت کو کس طرح یہ رتبہ دیا جاسکتا ہے کہ اس پر ایک اہم تاریخی واقعہ کی بنیاد رکھی جاوے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا شبہ صرف اس شخص کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے جو فن تاریخ اور اسلامی لٹریچر سے قطعاً ناواقف ہو۔ قرآن کریم کا تو وہ مرتبہ ہے کہ جس کے مقابل میں اسلامی تاریخ کا کوئی دوسرا ریکارڈ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ بھلا حدیث وتاریخ کی روایت کو باوجود محدثین اور مؤرخین کی اتنی چھان بین کے قرآن کے مقابلہ میں کیا وزن حاصل ہوسکتا ہے؟ یہ صرف خوش عقیدگی کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ ایک بیّن صداقت ہے، جس کو دوست ودشمن نے تسلیم کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہاں کسی مذہبی مسئلہ کا سوال نہیں ہے کہ کوئی غیر مسلم یہ کہہ کر قرآن کے خیال کو رد کردے کہ میں قرآنی تعلیم کو خدا کی طرف سے نہیں مانتا۔ بلکہ یہاں تاریخی شہادت کا سوال ہے اور یہ مسلّم ہے کہ تاریخی شہادت سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ مستند وہی ہوتی ہے جو اس وقت کی ہو جبکہ کوئی واقعہ ہوا ہے اور ان لوگوں کی ہو جن کے سامنے وہ واقع ہوا ہے اور وہ اسی وقت ضبط تحریر میں آجاوے اور پھر اسکے بعد بھی ہر قسم کی تحریف سے پاک رہے اور اس جہت سے جو مرتبہ قرآن کریم کو حاصل ہے وہ ہرگز کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہے۔ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی نہ صرف ضبط تحریر میں آگیا تھا بلکہ بہت سے حفّاظ نے اس کو اپنے ذہنوں میں لفظ بلفظ محفوظ بھی کرلیا تھا اور اس کے بعد وہ آج تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہا ہے اور اب بھی بعینہٖ اسی شکل وصورت میں ہے جیسا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے زمانہ میں تھا۔ چونکہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے، میں اس بحث میں زیادہ وقت صرف نہیں کرنا چاہتا۔ ورنہ میں بتاتا کہ قرآن کی صحت کا مرتبہ کیسا عالی شان ہے اور اسکے مقابلہ میں کسی اور سند کو لانا صداقت کی ہتک کرنا ہے۔ صرف بطور مثال کے دو شہادتیں پیش کرتا ہوں اور وہ بھی ان لوگوں کی جو مخالفین اسلام میں سے ہیں۔ وَالۡفَضۡلُ مَا شَھِدَتۡ بِہِ الۡاَعۡدَاءُ۔

سرولیم میور جو ایک بہت مشہور انگریز مؤرخ گزرے ہیں اور جن کی کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح میں غالباً سب مغربی کتب سے زیادہ متداول ہے وہ اپنی کتاب ’’لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’اس بات کی مضبوط ترین شہادت موجود ہے کہ مسلمانوں کا قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت سے لے کر آج تک غیر محرّف ومبدّل رہا ہے۔‘‘

پھر لکھتے ہیں: ’’مسلمانوں کے قرآن کا ہماری اناجیل کے ساتھ مقابلہ کرنا جو بدقسمتی سے بہت کچھ محرّف ومبدّل ہوچکی ہیں دو ایسی چیزوں کا مقابلہ کرنا جن کو ایک دوسرے سے کوئی بھی مناسبت نہیں۔‘‘

پھر لکھتے ہیں: ’’اس بات کی پوری پوری اندرونی اور بیرونی ضمانت موجود ہے کہ قرآن اب بھی اسی صورت وشکل میں ہے جیسا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت میں تھا۔‘‘

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سرولیم میور اسلام کے دوستوں میں سے نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنی کتاب میں جابجا اسلام اور بانیٔ اسلام پر سخت حملے کئے ہیں مگر قرآن کی وہ ارفع شان ہے جسے کسی کا تعصب گرد آلود نہیں کرسکتا۔ پھر نولڈیکی جو جرمنی کا ایک نہایت مشہور عیسائی مستشرق گزرا ہے اور جو اس فن میں گویا استاد مانا گیا ہے قرآن کے متعلق لکھتا ہے کہ ’’آج کا قرآن بعینہٖ وہی ہے جو صحابہؓ کے وقت میں تھا۔‘‘

پھر لکھتا ہے کہ ’’یوروپین علماء کی یہ کوشش کہ قرآن میں کوئی تحریف ثابت ہوسکے قطعاً ناکام رہی ہے۔‘‘

یہ تو قرآن کی عام صحت کے متعلق اہل مغرب کی شہادت ہے۔ پھر خاص تاریخی نقطہ نگاہ سے سرولیم میور لکھتے ہیں کہ ’’اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق تاریخی تحقیقات کرنے کیلئے قرآن ایک بنیادی پتھر ہے جس سے ہر واقعہ کی صحت جانچی جاسکتی ہے‘‘

پھر لکھتے ہیں: ’’نبیٔ اسلام کے سوانح کیلئے قرآن ایک یقینی کلید ہے۔‘‘

پھر پروفیسر نکلسن جو انگلستان کا ایک مسیحی مستشرق ہے اور جس کی تصنیف ’’عرب کی ادبی تاریخ‘‘ بہت شائع اور متعارف ہے، اپنی اس کتاب میں لکھتا ہے:

’’اسلام کی ابتدائی تاریخ کا علم حاصل کرنے کیلئے قرآن ایک بے نظیر اور ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا کتاب ہے اور یقینا بدھ مذہب اور مسیحیت یا کسی قدیم مذہب کو اس قسم کا مستند تاریخی ریکارڈ حاصل نہیں ہے جیسا کہ قرآن میں اسلام کو حاصل ہے۔‘‘

الغرض قرآن کریم ابتدائی اسلامی تاریخ کا بالکل سچا اور سب سے زیادہ مستند ریکارڈ ہے اور اس کو وہ مرتبہ حاصل ہے جو حدیث یا سیرت یا تاریخ کو حاصل نہیں ہے۔ پس جب قرآن کریم اپنی اس آیت میں جو سب سے پہلے جہاد بالسیف کی اجازت میں نازل ہوئی نہایت واضح اور غیر مشکوک الفاظ میں یہ شہادت دے رہا ہے کہ ابتداء کفار کی طرف سے تھی اور مسلمانوں نے محض دفاع میں تلوار اٹھائی تھی تو رکیک اور بودے استدلالات کرکے مسلمانوں کی طرف سے ابتداء ہونے کا ثبوت تلاش کرنا ہرگز دیانت داری کا فعل نہیں سمجھا جاسکتا۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 303 تا 306، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3/ نومبر 2022ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم عمر وقاص صاحب

ابن مکرم ظفر اقبال صاحب (لندن)

مرحوم کو چند سال سے کام کے دوران چھت سے گرنے کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف تھی۔ علاج جاری تھا مگر جانبر نہ ہوسکے اور 23/ اکتوبر 2022ء کو 32 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم 2007ء میں یوکے آئے تھے۔ بہت محنتی مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ مکرم قاسم محمود صاحب (نائب ریجنل قائد) کے بھائی اور مکرم بشیر بابر صاحب (کارکن شعبہ ضیافت) کے بھانجے تھے۔

نماز جنازہ غائب

☆مکرمہ بگاں بی صاحبہ

اہلیہ مکرم بدر دین صاحب (کوٹلی، کشمیر)

12/ مئی 2022ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے میاں کی وفات کے بعد بچوں کی پرورش کی۔ انہیں پڑھایا لکھایا اور اس قابل بنایا کہ معاشرے کے اچھے فرد بن سکیں۔ آپ کی تربیت کا خاص پہلو اپنی اولاد کو جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھنا تھا۔ زندگی میں بے شمار مخالفتوں، تنگیوں، تکلیفوں کو دیکھا اور انتہائی غربت میں گزارہ کیا۔ مرحومہ نے صدر لجنہ ہیلاں ضلع کوٹلی کشمیر کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی عہدیداران، مرکزی نمائندگان، مربیان اور معلمین کا بہت احترام کرتی تھیں اور اہم امور میں ان سے مشورہ لیتی تھیں۔ نظام جماعت کیلئے بہت غیرت رکھتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ بے انتہا عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں سات بیٹے اور تین بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

احمدی نوجوان متوجہ ہوں
دارالصّناعت قادیان میں داخلہ شروع ہے

تعلیمی سال 24-2023 کیلئے دارالصناعت قادیان Ahmadiyya Vocational Training Centre میں داخلہ شروع ہوگیا ہے۔ خواہشمند احمدی نوجوان دارالصناعت سے رابطہ کرسکتے ہیں۔ اس کی کلاسز 15/ جولائی 2023ء سے شروع ہوں گی۔ بیرون قادیان سے آنے والے احمدی نوجوانوں کیلئے ہوسٹل کی سہولت موجود ہے۔ ہوسٹل وطعام کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سبھی کورسز کا عرصہ ایک سال کا ہے۔ کورسز کی تفصیل درج ذیل ہے۔ دارالصناعت حکومت کے ادارہ NSIC سے رجسٹرڈ ہے۔ نیز ISO رجسٹرڈ بھی ہے۔

Computer Application	Plumbing	AC & Refrigerator
Motor Vehicle Mechanic	Electrician	Diesel Mechanic
-	-	Welding

رابطہ نمبر: 8077546198 9872725895 (darulsanaat@qadian.in)

(پرنسپل دارالصناعت قادیان)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔رضی اللہ عنہ)

(882) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے گھر سے یعنی والدہ ولی اللہ شاہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی سنتے ہیں۔لیکن ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں۔ہم پر کچھ مرحمت ہونی چاہئے کیونکہ ہم اسی غرض سے آئے ہیں کہ کچھ فیض حاصل کریں۔حضور بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ جو سچے طلب گار ہیں ان کی خدمت کیلئے ہم ہمیشہ ہی تیار ہیں۔ہمارا یہی کام ہے کہ ہم ان کی خدمت کریں۔اس سے پہلے حضور نے کبھی عورتوں میں تقریر یا درس نہیں فرمایا تھا مگر ان کی التجا اور شوق کو پورا کرنے کیلئے عورتوں کو جمع کر کے روزانہ تقریر شروع فرمادی جو بطور درس تھی۔پھر چند روز بعد حکم فرمایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی نورالدین صاحب اور دیگر بزرگ بھی عورتوں میں درس دیا کریں۔چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب درس کیلئے بیٹھے اور سب عورتیں جمع ہوئیں چونکہ ان کی طبیعت بڑی آزاد اور بے دھڑک تھی تقریر کے شروع میں فرمانے لگے کہ اے مستورات! افسوس ہے کہ تم میں سے کوئی ایسی سعید روح والی عورت نہ تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تقریر یا درس کیلئے توجہ دلاتی اور تحریک کرتی۔تمہیں شرم کرنی چاہئے۔اب شاہ صاحب کی صالحہ بیوی ایسی آئی ہیں جس نے اس کار خیر کیلئے حضور کو توجہ دلائی اور تقریر کرنے پر آمادہ کیا۔تمہیں ان کا نمونہ اختیار کرنا چاہئے۔نیز حضرت خلیفہ اولؓ بھی اپنی باری سے تقریر اور درس فرمانے لگے۔اس وقت سے مستورات میں مستقل طور پر تقریر اور درس کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

(883) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے حرم یعنی اماں جی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب 1908ء میں حضرت مسیح موعودؑ آخری دفعہ لاہور تشریف لے جانے لگے اور اسی سفر میں آپ کی وفات ہوئی تو مَیں دیکھتی تھی کہ آپ اس موقعہ پر قادیان سے باہر جاتے ہوئے بہت متأمّل تھے اور فرماتے بھی تھے کہ میرا اس سفر پر جاتے ہوئے دل رُکتا ہے۔مگر چونکہ حضرت ام المومنین اور بچوں کی خواہش تھی اس لئے آپ تیار ہوگئے۔پھر جب آپ روانہ ہونے لگے تو آپ نے اپنے کمرہ کو جو حجرہ کہلاتا تھا خود اپنے ہاتھ سے بند کیا اور جب آپ اس کے دروازہ کو قفل لگا رہے تھے تو مَیں نے سُنا کہ آپ بغیر کسی کو مخاطب کرنے کے یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ اب ہم اس کمرہ کو نہیں کھولیں گے۔جس میں گویا یہ اشارہ تھا کہ اسی سفر کی حالت میں آپ کی وفات ہوجائیگی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اور بھی کئی قرائن سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت صاحب خدائی الہامات کی بنا پر یقین رکھتے تھے کہ آپ کی وفات کا وقت آپہنچا ہے۔اور یہ کہ اسی سفر لاہور میں آپ کو سفر آخرت پیش آجائے گا۔مگر باوجود اس کے جس تسلی اور اطمینان کے ساتھ آپ نے آخر وقت تک اپنے کام کو جاری رکھا وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور یقیناً وہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو اپنے منجانب اللہ ہونے پر کامل یقین تھا اور آپ کیلئے آخرت کی زندگی ایسی ہی یقینی تھی جیسی کہ یہ زندگی ہے۔ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو اس موقعہ پر ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہوجاتے۔

(884) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھے تین مہینے کی رخصت لے کر معہ اہل واطفال قادیان میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ان دنوں میں ایسا اتفاق ہوا کہ والدہ ولی اللہ شاہ کے دانت میں سخت شدت کا درد ہوگیا۔جس سے اُن کو نہ رات کو نیند آتی تھی اور نہ دن کو۔ڈاکٹری علاج بھی کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی دوا کی مگر آرام نہ آیا۔حضرت ام المومنین نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب کی بیوی کے دانت میں سخت درد ہے اور آرام نہیں آتا۔حضرت نے فرمایا کہ ان کو یہاں بُلائیں کہ وہ مجھے آکر بتائیں کہ انہیں کہاں تکلیف ہے۔چنانچہ انہوں نے حاضر ہوکر عرض کی کہ مجھے اس دانت میں سخت تکلیف ہے۔ڈاکٹری اور مولوی صاحب کی بہت دوائیں استعمال کی ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔آپ نے فرمایا کہ آپ ذرا ٹھہریں۔چنانچہ حضور نے وضو کیا اور فرمانے لگے کہ مَیں آپ کیلئے دُعا کرتا ہوں۔آپ کو اللہ تعالیٰ آرام دے گا۔گھبرائیں نہیں۔حضور نے دو نفل پڑھے اور وہ خاموش بیٹھی رہیں۔اتنے میں انہیں محسوس ہوا کہ جس دانت میں درد ہے اس دانت کے نیچے سے ایک شعلہ قدرے دھوئیں والا دانت کی جڑھ سے نکل کر آسمان کی طرف جارہا ہے اور ساتھ ہی درد کم ہوتا جاتا ہے۔چنانچہ جب وہ شعلہ آسمان تک جاکر نظر سے غائب ہوگیا تو تھوڑی دیر بعد حضور نے سلام پھیرا اور وہ درد فوراً رفع ہوگیا۔حضور نے فرمایا: کیوں جی! اب آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی۔حضور کی دُعا سے آرام ہوگیا ہے۔اور ان کو بڑی خوشی ہوئی کہ خدا نے ان کو اس عذاب سے بچالیا۔

(885) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ مَیں نے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کبھی حضور نے فرشتے بھی دیکھے ہیں؟ اس وقت حضور بعد نماز مغرب مسجد مبارک کی چھت پر شہ نشین کی بائیں طرف کے مینار کے قریب بیٹھے تھے۔فرمایا کہ اس مینار کے سامنے دو فرشتے میرے سامنے آئے۔جن کے پاس دو شیریں روٹیاں تھیں اور وہ روٹیاں انہوں نے مجھے دیں اور کہا کہ ایک تمہارے لئے ہے اور دوسری تمہارے مریدوں کیلئے ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ رؤیا چھپ چکا ہے۔مگر الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب اس وقت جو جنوری 1939ء ہے وفات پاچکے ہیں اور جن ڈاکٹر عبداللہ صاحب کا اس روایت میں ذکر ہے اس سے شیخ محمد عبداللہ نومسلم مراد ہیں۔جو افسوس ہے کہ کچھ عرصہ سے بیعت خلافت سے منحرف ہیں۔

(886) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عورتوں اور لڑکیوں کیلئے کسی قدر زیور اور رنگین کپڑے اور ہاتھوں میں مہندی پسند فرماتے تھے اور آجکل جو عورتوں کا مردانہ فیشن دنیا میں مروّج ہوتا جارہا ہے وہ ان دنوں میں بہت کم تھا۔اور حضور کو پسند نہ تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10831: مَیں ثانیہ اختر بنت مکرم شیخ اختر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 23/مارچ 2006 پیدائشی احمدی، ساکن قدام بیڑا (کوانس) ڈاکخانہ بھدرک ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ غلام احمد الامۃ: ثانیہ اختر گواہ: شیخ اسحاق

مسل نمبر 10832: مَیں صائمہ بشریٰ بنت مکرم شیخ اختر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 16/جنوری 2000 پیدائشی احمدی، ساکن قدام بیڑا (کوانس) ڈاکخانہ بھدرک ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: چین مع لاکیٹ 12.500 گرام، 2 بالیاں 1.500 گرام (ہر دو زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ غلام احمد الامۃ: صائمہ بشریٰ گواہ: شیخ اسحاق

مسل نمبر 10833: مَیں شہیدہ خاتون زوجہ مکرم سیف الاسلام صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 24/ستمبر 1998 پیدائشی احمدی، ساکن گورمارا ڈاکخانہ نرار بیٹا بونگائی ضلع بنگائی گاؤں صوبہ آسام، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی نتھن اور کان کی بالی 3 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 7 تولہ، حق مہر -/36,000 روپئے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سیف الاسلام الامۃ: شہیدہ خاتون گواہ: جمال الدین

مسل نمبر 10834: مَیں نظر الاسلام ولد مکرم باریق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 30/دسمبر 1994 پیدائشی احمدی، ساکن نارتھ بالیکوری ضلع بارپیٹا صوبہ آسام، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شکور عالم العبد: نظر الاسلام گواہ: باریق احمد

مسل نمبر 10835: مَیں رحیم بادشاہ ولد مکرم نورالحق صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 18/جنوری 1983 تاریخ بیعت 2004، ساکن تاپاجولی ڈاکخانہ بالیکوری ضلع بارپیٹا صوبہ آسام، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔نصف بیگھا زمین مع رہائشی مکان۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3800 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فیضان احمد العبد: رحیم بادشاہ گواہ: شکور عالم

مسل نمبر 10836: مَیں رقیہ بیگم زوجہ مکرم اے۔رحیم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 54 سال تاریخ بیعت 1988ء ساکن تاپاجولی ڈاکخانہ بالیکوری ضلع بارپیٹا صوبہ آسام، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 2 کان کی بالیاں اور 1 نتھ وزن 5 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 16 گرام، حق مہر -/10,000 روپئے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رفیق الانصار الامۃ: رقیہ بیگم گواہ: شکور عالم

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ امریکہ (ستمبر، اکتوبر 2022ء)

بیعتوں کے ٹارگیٹ مقرر کریں، ہر ماہ میٹنگ کیا کریں، آن لائن میٹنگ کرلیا کریں، سارے مبلغین سے پوچھا کریں کہ ان کا کیا ٹارگیٹ ہے اور کتنا achieve کیا ہے

داعیان الی اللہ کی ٹیمیں بنائیں، داعی الی اللہ بنانے چاہئے، آپ خود کتنا کام کرسکتے ہیں، لوگوں کو motivate کرنا ہوگا کہ وہ بھی اس کام میں آگے آئیں

اگر مربی ہر جگہ نہیں پہنچ سکتا تو مربیان کے پاس ایک ٹیم ایسی ہونی چاہئے جو نومبائعین سے رابطہ کریں

پانچ وقت نمازوں کیلئے اپنا سینٹر کھولیں، اگر مسجد ہے تو مسجد کھولیں، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں، دعاؤں کی طرف توجہ دیں، تہجد کی طرف زیادہ توجہ دیں، نوافل کی طرف توجہ دیں، قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی طرف توجہ دیں، مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر پڑھنے، کتب پڑھنے کی طرف توجہ دیں، اپنے علم کو بڑھائیں، اپنی روحانیت کو بڑھائیں

جو نوجوان مبلغین ہیں ان میں بعض دفعہ جوش آجاتا ہے لیکن آپ نے اپنے جوش کو دبانا ہے

یہ سوچ رکھنی ہے کہ چاہے جتنی بھی سست جماعت ہے، مَیں نے اس کو چست بنانا ہے، اس میں چاہے مجھے ایک سال لگے، دو سال لگیں

امریکہ کے مبلغین کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات اور حضور انور کی مبلغین کو زرّیں نصائح وھدایات

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

15/اکتوبر 2022 (ہفتہ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 6 بجکر 15 منٹ پر ''مسجد بیت الرحمٰن'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف ممالک سے بذریعہ Fax اور ای میل آنے والے خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ نیز حضور انور کی مختلف دفتری امور کی ادائیگی میں مصروفیت رہی۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق صبح 11 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 37 فیملیز کے 162/افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ آج ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب Maryland کی مقامی جماعت کے علاوہ امریکہ کی دیگر مختلف 25 جماعتوں سے آئے تھے۔ جن میں سے بعض بڑے لمبے اور طویل سفر طے کرکے پہنچے تھے۔ جماعت Albany سے آنے والے 353 میل اور جماعت Charlotte سے آنے والے 422 میل اور بوسٹن (Boston) سے آنے والے 427 میل کا سفر طے کرکے پہنچے تھے۔

احباب جماعت کے تاثرات

آج بھی ملاقات کرنے والوں میں بہت سے ایسے احباب اور فیملیز تھیں جو اپنی زندگی میں پہلی بار اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پارہی تھیں۔

ایک دوست سہراب احمد صاحب نے بتایا کہ میری زندگی کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ میرا دل سکون اور محبت سے بھر گیا ہے۔ چند لمحات تھے جو میں نے خلیفۃ المسیح کے پاس گزارے لیکن یہ میرے لیے ناقابل یقین حد تک یادگار ہیں۔ میں انہیں کبھی بھول نہیں سکتا۔

شمیر گوہر ملک صاحب جو جماعت سنٹرل جرسی سے آئے تھے کہنے لگے کہ میں نے اپنے بچپن میں جب میں بہت چھوٹا تھا، حضور انور کو دیکھا تھا۔ آج میں ایک بالغ ہونے کی حیثیت سے زندگی میں پہلی بار مل رہا ہوں۔ اس وقت میرے جذبات ایسے ہیں کہ میں ایک عجیب سرور اور لذت محسوس کررہا ہوں۔ ملاقات کی یہ سعادت ایک عظیم نعمت ہے۔ ہر کسی کو حضور انور سے ملنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔

علی عمر صاحب جماعت Cleveland سے آئے تھے۔ کہنے لگے کہ اس وقت جذبات ایسے ہیں کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ بس ہم بہت خوش قسمت ہیں اور بہت خوش ہیں۔ حضور نے ہمیں بہت پیار دیا۔ ہمیں بھی تحفہ دیا، ہمارے بچوں کو بھی تحفہ دیا۔

ایک صاحب شاہین خان صاحب جماعت Queens سے آئے تھے۔ ان کی اہلیہ بات کرتے ہوئے رونے لگ گئیں۔ کہنے لگیں ہماری خوشی ناقابل بیان ہے۔ ہم بارہ تیرہ سال علیحدہ رہے ہیں۔ خاوند امریکہ آگئے اور اسائیلم کیا۔ کیس پاس ہوا تو پھر ہم آئے اور آج ہماری اکٹھی فیملی کی حضور انور سے ملاقات ہوگئی۔ ان کے دل خوشی کے جذبات سے بھرے ہوئے تھے اور مزید بات نہ کرسکے۔

ملاقاتوں کا پروگرام دوپہر 1 بجے تک جاری رہا۔

جماعت امریکہ کے مبلغین کی ملاقات

بعدازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ ہال میں تشریف لے آئے جہاں جماعت امریکہ کے مبلغین کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغین کی تعداد کے حوالہ سے استفسار فرمایا جس پر مبلغ انچارج صاحب نے عرض کیا کہ فیلڈ میں 40 مربیان ہیں۔ دو مربیان دفتر میں ہیں اور کچھ اُن دیگر ممالک میں ہیں جو جماعت امریکہ کے سپرد ہیں۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ امریکہ میں مبلغین کی تعداد تو دس سال پہلے کی نسبت دوگنا ہوچکی ہے۔

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آج سے دس سال پہلے آپ کی بیعتیں کتنی ہوتی تھیں؟ اس پر مبلغ انچارج نے عرض کیا کہ دس سال پہلے ہماری رفتار کافی تیز تھی۔ ہر سال تقریباً 200 کے قریب ہوجاتی تھیں لیکن اب کمی ہوگئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دس سال پہلے 200 بیعتیں ہورہی تھیں اور مربیان 20 تھے۔ اب 40 مربیان فیلڈ میں ہیں اور گزشتہ سال صرف 65 بیعتیں ہوئی ہیں۔ اس پر مبلغ انچارج نے عرض کیا کہ Covid کی وجہ کام slow ہوا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب تو کووِڈ کو ختم ہوئے ایک سال ہوگیا ہے۔ اب تو کوئی excuse نہیں ہونا چاہیے اور ویسے بھی کووِڈ تو تین سال سے چل رہا ہے۔ آپ کو مختلف طریقے explore کرلینے چاہیے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دس سال پہلے جماعت کی کل تعداد کتنی تھی اور اب کتنی ہے؟ مبلغ انچارج نے عرض کیا کہ اس وقت امریکہ میں احمدیوں کی تعداد 22 ہزار کے لگ بھگ ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اگر اب 22 ہزار ہے تو دس سال پہلے پانچ ہزار ہوگی۔ جب میں 2012ء میں آیا ہوں، اس وقت جلسہ کی حاضری پانچ، چھ ہزار تھی۔ باہر سے بھی لوگ آئے ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعتوں میں لوگ آگئے ہیں، مربیان کا کام ہے ان لوگوں کو بھی ساتھ Mobilize کریں۔ ان کو بھی تبلیغ کی طرف لے کر آئیں اور خود بھی اپنے پلان بنائیں۔ اب تو کووِڈ کا بہانہ ختم ہوگیا ہے۔ اب کووِڈ ہو بھی جائے تو کہتے ہیں کہ تین دن کے بعد آجاؤ، کچھ نہیں ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب تو مزید excuse نہیں ہونا چاہیے۔ پچھلے تین سال سے کووِڈ چل رہا تھا۔ اگر ہر سال 5،5 مبلغین آتے ہیں، تو تین سال قبل بھی آپ کے پاس پچیس مبلغین تھے۔ جب تعداد پچیس تھی تو اس وقت بھی اتنی بیعتیں نہیں ہورہی تھیں جتنی آج سے بیس سال پہلے ہوتی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغ انچارج سے فرمایا: اپنے مربیان کو تھوڑا کھینچیں۔ ان سے پوچھیں ان کا تبلیغ کا کیا پلان ہے، تربیت کا کیا پلان ہے؟ ان کے تبلیغ کے اور تربیت کے ٹارگٹ کیا ہیں۔ کیا issues ہیں جوان کو جماعتوں کی طرف سے face کرنے پڑتے ہیں؟ ان کو کیسے address کرنا ہے؟ اور ان کو صحیح tackle کرنے کے کیا طریقے کار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر ماہ میٹنگ کیا کریں۔ آن لائن میٹنگ کرلیا کریں۔ سارے مبلغین سے پوچھا کریں کہ ان کا کیا ٹارگٹ ہے اور کتنا achieve کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شمشاد ناصر صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ نے اپنے لیے بیعتوں کا کیا ٹارگٹ رکھا ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ ٹارگٹ تو ابھی نہیں رکھا۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بہتر سال کے ہوگئے ہیں، اب نہیں کرنا تو کب کرنا ہے۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر مربی سلسلہ فراست احمد صاحب نے عرض کیا کہ ان کے سپرد دو جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت کی تجنید 235 اور دوسری کی 212 ہے۔

بعدازاں ظہیر باجوہ صاحب نے عرض کیا کہ ان کے سپرد ڈیلس اور فورٹ ورتھ کی جماعت تھی لیکن اب وہ ہیوسٹن جارہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر موصوف نے عرض کیا کہ ڈیلس میں جماعت کی تجنید پانچ سو تھی اور فورٹ ورتھ میں تقریباً تین سو تجنید تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر موصوف نے عرض کیا کہ ڈیلس میں تو تمام افراد سے رابطہ تھا تاہم فورٹ ورتھ میں پچاس فیصد لوگوں تک رابطہ تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کتنا رابطہ تھا؟ صرف السلام علیکم، وعلیکم السلام کی حد تک یا ان کو کچھ نمازوں وغیرہ کیلئے بھی کہتے تھے، ان کو تربیت کیلئے بھی کہتے تھے، قرآن شریف پڑھنے کیلئے کہتے تھے، خطبات سننے کیلئے کہتے تھے۔ اسکا کیا result تھا۔ آپ نے ان کو کوئی تبلیغ پلان دیا تھا؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا: جہاں جہاں مربیان ہیں، ان کی داعیان الی للہ کی کوئی ٹیم بنی ہوئی ہے؟ ہاتھ کھڑے کریں۔ بتائیں کہ کہاں کہاں داعی الی اللہ کی باقاعدہ ٹیم بنی ہوئی ہے اور کام کر رہی ہے۔

اس پر بعض مبلغین نے ہاتھ کھڑے کیے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تقریباً آدھی جگہوں پر ٹیمیں ہیں۔ باقی جگہوں میں بھی داعی الی اللہ بنانے چاہئیں۔ آپ خود کتنا کام کر سکتے ہیں، لوگوں کو motivate کرنا ہوگا کہ وہ بھی اس کام میں آگے آئیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغ انچارج سے فرمایا کہ آپ کو ایک ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ دیا ہے۔ کیا آپ نے مربیان میں تقسیم کر دیا ہے۔ مربیان کو بتا دیا ہے کہ آپ کی جماعت کا یہ ٹارگٹ ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر مبلغ انچارج صاحب نے عرض کیا کہ گزشتہ سال کے دوران ان کی 65 بیعتیں تھیں۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرا تو خیال تھا کہ 165 بیعتیں تھیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ جو بیعتیں ہوتی ہیں وہ کس ذریعہ سے ہوتی ہیں؟ داعیان کے ذریعہ سے ہوتی ہیں یا ویسے کسی کے personal contact سے ہوتی ہیں۔ شادی کروانے کیلئے ہوتی ہیں یا مربیان کے ذریعہ سے ہوتی ہیں؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جس طرح بھی ہوتی ہیں ان کو آخر کار سنبھالنا مربیان نے ہی ہے۔ اگر کسی دُور کے علاقہ سے ہیں اور مربی ہر جگہ نہیں پہنچ سکتا تو مربیان کے پاس ایک ٹیم ایسی ہونی چاہیے جو نومبائعین سے رابطہ کریں۔ پھر سیکرٹری تربیت برائے نومبائعین کو بھی اور صدر جماعت کو بھی تھوڑا push کریں اور پھر نومبائعین سے رابطہ رکھیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مربیان کا جو یہ خیال ہے کہ یہ انتظامی معاملہ ہے، اس لیے صدر جماعت اور سیکرٹری تربیت برائے نومبائعین خود ہی کام کرے گا اور ہم نے کچھ نہیں کرنا، یہ غلط ہے۔ آپ نے ہی تربیت کیلئے بھی اور تبلیغ کیلئے بھی نگرانی کرنی ہے۔ آپ نے ہی ان کو guide کرنا ہے، آپ نے ہی ان کی راہنمائی کرنی ہے۔ جہاں تبلیغ اور تربیت کا معاملہ ہے اس میں تو بہر حال آپ کو تھوڑی سی دخل اندازی کرنی ہے۔ مال کے معاملہ میں ٹھیک ہے دخل اندازی نہیں کرنی، امور عامہ کے معاملہ میں دخل اندازی نہیں کرنی۔ یا دوسرے بعض شعبے ہیں وہاں تک تو ٹھیک ہے۔ ہاں اگر کوئی مشورہ مانگے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ لیکن تبلیغ اور تربیت میں تو بہر حال آپ کو پوچھنا چاہیے۔ اسی کام کیلئے مربیان مقرر کیے گئے ہیں۔ آپ نے تربیت اور تبلیغ کو ضرور دیکھنا ہے۔ لہٰذا اس کے مطابق اپنا پلان بنائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ خود active ہو جائیں گے تو صدر جماعت کو خود پتا لگ جائے گا کہ مربی کو اپنے کام کا پتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغین کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: جب آپ اپنے سینٹر میں ہیں تو پانچ وقت نمازوں کیلئے اپنا سینٹر کھولیں۔ اگر مسجد ہے تو مسجد کھولیں۔ لوگوں کو پتا ہو کہ مربی صاحب available ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسری چیز یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ تہجد کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ نوافل کی طرف توجہ دیں۔ قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ دیں، مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر پڑھنے، کتب پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ اگر سارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر ہی غور سے پڑھ لیں تو اس سے ہی علم میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے آپ کی grasp ہو جائے گی اور چیزوں کی اچھی طرح سمجھ آجائے گی۔ پھر باقی کتابیں بھی تفصیل سے پڑھیں۔ اپنے علم کو بڑھائیں، اپنی روحانیت کو بڑھائیں۔ اور اسی کا اثر جماعتوں کی انتظامیہ پر بھی ہو جائے گا۔ اور جب ان پر یہ اثر ہو جائے گا تو آپ کے بہت سارے شکوے خود بخود دور ہو جائیں گے۔ ان کو پتا ہوگا کہ ہمارے مربی کا اللہ تعالیٰ سے بھی تعلق ہے اور ہمارے ساتھ بھی ہمدردی کا تعلق ہے اور لوگوں کا بھی مربی صاحب کے ساتھ تعلق ہے۔ جب لوگوں کا آپ سے تعلق ہو جائے گا تو انتظامیہ خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہے۔ باقی چھوٹے موٹے سوالوں کے پیچھے پڑنے کی بجائے کہ صدر نے ہمیں یہ کہہ دیا، جنرل سیکرٹری نے ہمیں یہ کہہ دیا، ہمیں فلاں کام سے روک دیا۔ آپ نے اپنا کام کرنا ہے اور کرتے چلے جانا ہے۔ آپ کو کوئی نہیں روک سکتا، خود راستے نکالنے ہوں گے۔ باقی بہانے ہوتے ہیں کہ فلاں نے روک دیا۔ جنہوں نے کام کرنا ہوتا ہے وہ ساری روکوں کے باوجود کرتے ہیں اور بڑا اچھا کام کرتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض انتظامی معاملات ہوتے ہیں۔ آپ کا کام ہے کہ اپنا کام کیے جائیں۔ یہ بہانے بالکل غلط ہیں کہ انتظامیہ ہمیں کچھ نہیں کرنے دیتی۔ آپ کے کام سے انتظامیہ کا کوئی تعلق نہیں۔ انتظامیہ آپ کو پانچ نمازیں پڑھانے سے نہیں روک سکتی۔ انتظامیہ آپ کو اپنے نوافل پڑھنے سے نہیں روک سکتی۔ انتظامیہ آپ کو قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے سے نہیں روک سکتی۔ انتظامیہ آپ کو اپنی روحانیت میں بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔ انتظامیہ آپ کو لوگوں سے personal contact کرنے سے نہیں روک سکتی۔ انتظامیہ آپ کو تبلیغ کرنے سے نہیں روک سکتی۔ یہ چیزیں جب ظاہر ہو جائیں گی۔ کھل کر سامنے آرہی ہوں گی تو اگر انتظامیہ میں کوئی ایسی بات ہے بھی تو خود بخود ٹھیک ہو جائے گی اور پھر انتظامیہ میں ہی ایسے لوگ ہوں گے جو آپ کا ساتھ دینے والے ہوں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب آپ کی یہ حالت ہو جائے گی تو خود بخود صدر جماعت یا جنرل سیکرٹری یا بعض جگہ مسائل پیدا کرنے والے جو بھی ہیں ان کو خود بخود دکان ہو جائیں گے کہ ہم نے تعاون کرنا ہے۔ اس لیے پہلا initiative آپ کو لینا ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مربی سلسلہ فراست صاحب کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: آپ فیلڈ میں جا رہے ہیں۔ آپ نے جذباتی نہیں ہونا کہ فلاں نے یہ کہہ دیا، فلاں نے یہ کہہ دیا۔ جذباتی ہونا مربی کا کام نہیں ہے۔ جب وقف کر دیا تو پھر ہر ایک چیز کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ اپنی عزت کو بھی قربان کرنا پڑتا ہے۔ وہ پنجابی کا شعر ہے کہ ؎

جھوٹیاں عزتاں لبدا جیہڑا، عاشق نہیں سودائی اے

بس عاشق بننا ہے تو پھر ان ساری چیزوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اس لیے جذباتی نہیں ہونا۔ اپنے کام سے کام رکھنا ہے۔ لوگ خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ دعا بھی کرو۔ پیار سے سمجھاتے بھی رہو انتظامیہ میں بعض لوگوں کو رعب ڈالنے کی، یا بلاوجہ دخل اندازی کرنے کی یا یہ اظہار کرنے کی کہ ہم تم سے زیادہ جانتے ہیں عادت ہوتی ہے۔ یا یہ بتانے کیلئے کہ آپ لوگ تو ابھی young ہیں، ہم بڑے تجربہ کار ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے ساتھ حکمت سے کام کرنا ہے۔ لوگ کہہ دیں کہ یہ diplomacy ہے، سیاست ہے۔ یہ سیاست نہیں، حکمت عملی ہے۔ حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے کام سے کام رکھنا ہے اور اپنے لیے جو ٹارگٹ بنایا ہوا ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ خود اپنا maximum potential دیکھ کر اپنے لیے ٹارگٹ مقرر کریں۔ لیکن تھکے ہوئے ٹارگٹ نہ ہوں۔ اپنے لیے زور دار اور بڑے ٹارگٹ رکھیں اور پھر ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک دو سینئر مبلغین سے دریافت فرمایا کہ ان کو انتظامیہ کی طرف سے کیا مسائل دیکھنے پڑے ہیں۔ اس پر ان مبلغین نے عرض کیا کہ ان کو کبھی مسائل نہیں ہوئے، اگر کبھی کوئی مسئلہ ہوا بھی ہے تو پیار محبت سے حل ہو جاتا ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو نوجوان مبلغین ہیں ان میں بعض دفعہ جوش آجاتا ہے۔ لیکن آپ نے اپنے جوش کو دبانا ہے۔ آپ نے وقف کیا ہوا ہے اور باقی جو عہدیداران ہیں وہ واقفینِ زندگی نہیں ہیں۔ اس لیے واقفِ زندگی کی حیثیت سے بہرحال قربانی دینی پڑتی ہے اور برداشت بھی کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی برداشت کا threshold باقیوں کی نسبت زیادہ ہونا چاہیے۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے جو باتیں کرنی تھیں کر لی ہیں۔ اس کے بعد اگر کسی نے کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لیں۔ ویسے تو اب انتظامی معاملات کے حوالہ سے کوئی سوال نہیں ہونا چاہیے، لیکن اگر کوئی سوال ہے تو پوچھ لیں۔

ایک مبلغ نے عرض کیا کہ وہ ایک جماعت میں پہلے مربی کے طور پر جا رہے ہیں۔ وہاں گزشتہ تیس سال سے کوئی مربی نہیں تھا۔ وہ جماعت بھی کافی سست ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ آپ وہاں کے pioneer مربی بن جائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ چست ہو جائیں گے تو جماعت خود ہی ٹھیک ہو جائے گی۔ ایک چیز دماغ میں رکھیں کہ جماعتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ خاص طور پر جب لمبا عرصہ ان کو دیکھنے والا نہ ہو، ان کو پوچھنے والا نہ ہو تو جماعتیں ایسی ہو جاتی ہیں۔ اسلئے ایسی جماعتوں میں وقت لگتا ہے۔ اس لیے یہ کہہ دینا کہ میں نے ایک دفعہ کہہ دیا تھا، اس نے میری بات نہیں مانی تو میں نے اب دوبارہ نہیں کہنا، درست نہیں ہے۔ بار بار نصیحت کریں۔ قرآن کریم نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے اور نصیحت کیلئے ہی کہا ہے۔ فذَکِّر کا ہی حکم ہے۔ تو ہمارا کام کہتے چلے جانا ہے اور تھکنا نہیں ہے۔ جہاں تھک گئے، وہاں کام خراب ہو جانا ہے۔ مستقل مزاجی سے کہتے چلے جانا ہے۔ یہ سوچ رکھنی ہے کہ چاہے جتنی بھی سست جماعت ہے، میں نے اس کو چست بنانا ہے۔ اس میں چاہے مجھے ایک سال لگے، دو سال لگیں یا تین سال لگیں یا جتنا عرصہ بھی یہاں ہوں، میں نے پوری کوشش کرنی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خاص طور پر نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملائیں۔ اگر نوجوان active ہو جائیں گے، اور ان کو برائیوں سے بچا لیں گے تو پھر بوڑھوں کو بھی تھوڑا سا احساس پیدا ہوگا کہ مربی صاحب کام کر رہے ہیں۔ اس لیے وہاں جا کر پہلے نوجوانوں کو خاص طور پر دیکھیں، پہلے جائزہ لیں کہ کتنی جماعت ہے، کہاں کہاں ان کی توجہ ہے، تعداد کے لحاظ سے کہاں کہاں زیادہ احمدی ہیں، آپ نے کہاں دورے کرنے ہیں۔ جماعت کے اندر مختلف حلقے ہوں گے، ہر حلقہ کا دیکھ لیں کہ اس کی کتنی تعداد ہے اور پھر ان کو وقت دیں۔ پھر وہاں کے نوجوانوں کو دیکھیں۔ پہلے ان کے مسائل کا جائزہ لیں، ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں تو پتا لگے گا کہ ان کو دین کے بارہ میں کیا کیا اعتراضات ہیں، کیا reservations ہیں۔ یا بعضوں کو انتظامیہ سے یا اپنے بڑوں سے شکوے ہوتے ہیں۔ یا آپس میں ہی ایک دوسرے سے شکوے ہوتے ہیں جسکی وجہ سے وہ جماعت سے پیچھے ہٹ رہے ہوتے ہیں۔ ان سارے مسائل کا جائزہ لے کر پہلے ایک سوالنامہ (questionaire) بنالیں کہ کس طرح ان مسائل کو ایڈریس کرنا ہے اور کس طرح ان کا جواب دینا ہے اور کس طرح اس کیلئے مزید لائحہ عمل بنانا ہے۔ یہ ساری چیزیں دیکھ لیں۔

مبلغ نے عرض کیا کہ ان دونوں جماعتوں میں ایک تو رفیوجیز ہیں جو نئے آئے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو تیس سال سے وہاں رہ رہے ہیں۔ دونوں کے آپس میں بہت سے اختلافات ہیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو یہاں لمبے عرصہ سے رہ رہے ہیں وہ اپنے آپ کو تھوڑا superior سمجھتے ہوں گے۔ جو نئے آئے ہیں یہاں وہ immigrants، رفیوجیز یا اسائیلم سیکرز ہوں گے۔ آپ نے ان کے پاس بھی جانا ہے اور ان کو بھی سمجھانا ہے۔ ابھی کل ہی میں نے خطبہ میں یہی بتایا ہے کہ ہم ایک ہیں اور ایک بن کر رہنا پڑے گا۔ یہی باتیں میں نے بتائی ہیں اور یہی مسائل ہیں۔ ان کو یہی بتانا ہے کہ ہم چاہے مختلف باپوں سے ہیں لیکن ہمارا روحانی باپ ایک ہی ہے۔ میرا خیال ہے کل میں نے جو باتیں خطبہ میں بتائی ہیں وہ آپ کو میدانِ عمل میں کافی کام آئیں گی۔

اسکے بعد ایک مبلغ نے عرض کیا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق امسال جنوری سے رسالہ 'دی مسلم سن رائز' کو سہ ماہی کی بجائے 'ماہانہ' کر دیا گیا ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسکے content بھی اچھے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ جب یہ رسالہ شروع ہوا تھا تو اس کا مقصد تبلیغ تھا۔ اس لیے اس کا content تبلیغ ہونا چاہیے۔

مبلغ نے عرض کیا کہ اس کے content میں بھی بہتری پیدا کی گئی ہے۔ اب یہ رسالہ نیشنل سیکرٹری تبلیغ کی وساطت سے تمام جماعتوں کے سیکرٹریان کو بھجوایا جاتا ہے۔ اسی طرح تمام فیلڈ کے مشنریز کو بھی یہ رسالہ بھیجا جاتا ہے۔ تاہم ابھی تک تبلیغ کے میدان میں اس کا کوئی اثر نظر نہیں آرہا۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف بھیج دینے سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سب سے پہلے تو یہ دیکھیں کہ اس کا content کیا ہے۔ اس میں ایسے مضامین ہوں جو لوگوں کے interest کے ہوں۔ لوگوں کے ذاتی تجربات ہوتے ہیں اور اسی طرح اَور عناوین ہوتے ہیں۔ آپ کو explore کرنا ہوگا۔ اب ریویو آف ریلیجنز کو دیکھ لیں کہ آج سے دس سال قبل یہ رسالہ 2 ہزار کی تعداد میں بھی نہیں چھپتا تھا۔ اب یہ آن لائن ہی لاکھوں لوگوں تک پہنچتا ہے اور 30 ہزار کی تعداد میں چھپ بھی رہا ہے۔ اور لوگ پڑھتے بھی ہیں۔ نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی پڑھتے ہیں اور پڑھ کر اپنے تبصرے بھیجتے

ہیں۔ بڑی بڑی پبلشنگ کمپنیوں کے ایڈیٹرز اور مالکوں نے یہ comments بھیجے ہیں کہ ہم یہ رسالہ پڑھ رہے ہیں، اور اس سے ہمیں اسلام کے بارہ میں بہت کچھ پتا لگ رہا ہے۔ اس لیے یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ مضامین دلچسپ ہیں یا نہیں۔ صرف خشک اور فلسفیانہ مضامین نہیں ہونے چاہئیں۔ ہر طبقہ کے مطابق اس میں مضامین آئیں۔ ایک عام آدمی کو تبلیغ کرنے کیلئے کس قسم کا مواد ہونا چاہیے، ایک درمیانہ آدمی کیلئے کس قسم کا مواد ہونا چاہیے اور ایک پڑھے لکھے کیلئے کیا مواد ہونا چاہیے۔ ایک مذہبی آدمی جو مذہبی بحث کرسکتا ہے، اس کیلئے کیا مواد ہونا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ میں نے بعض کتب میں اگر مشکل اردو یا مشکل الفاظ استعمال کیے ہوئے ہیں یا فلسفیانہ ہیں تو وہ اس وجہ سے ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ بحث تھی یا مقابلہ تھا ان کا خیال تھا کہ مجھے کچھ آتا نہیں ہے، اس لیے یہ ان کو بتانے کیلئے تھیں اور ساتھ تبلیغ بھی ہورہی تھی۔ اور جو عام لوگ ہیں، افرادِ جماعت ہیں ان کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آسان اور عام فہم زبان میں بھی تحریر فرمایا۔ اس لیے ہمارے سامنے ہر طرح کا مواد ہونا چاہیے۔ قرآنِ کریم ہی دیکھ لیں، ایک جگہ تو بہت فلسفیانہ اور سائنس اور علمی باتیں آرہی ہیں اور دوسری جگہ عام احکامات آرہے ہیں۔ پس اسی نہج پر آپ نے اپنے رسالہ کو چلانے کی کوشش کرنی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر یہ رسالہ مربیان کے پاس جاتا ہے تو مشنری انچارج صاحب سے کہیں کہ اپنی رپورٹ میں یہ بھی شامل کرلیا کریں کہ کیا مربیان نے یہ رسالہ پڑھا ہے اور اگر پڑھا ہے تو ان کے خیال میں کیا کمیاں ہیں یا کیا یہ رسالہ اتنا اچھا نہیں ہے کہ کسی کو دیا جاسکے یا اس میں کیا بہتری پیدا کی جاسکتی ہے۔ پھر مشنریز صرف اعتراض نہ کریں بلکہ اس میں contribute کریں۔ اپنے تجربات لکھیں، اپنے آرٹیکل لکھیں۔ ان کا علم بھی بڑھے گا اور اگر یہ عام فہم ذاتی تجربات ہیں تو اور لوگوں کا علم بھی بڑھے گا۔ جب تک فیڈ بیک نہیں آئے گا۔ اور فیڈ بیک کیلئے سب سے پہلی لائن تو مشنریز کی ہے، یہی آپ کو فیڈ بیک دیں گے، اس طرح ہونا چاہیے۔ پھر سیکرٹریان اشاعت، سیکرٹریان تبلیغ اور سیکرٹریان تربیت سے پوچھیں کہ ان کے نزدیک اس کو کس طرح بہتر کیا جاسکتا ہے۔ وہاں لوگوں میں تبلیغ کیلئے کس قسم کا مواد چاہیے۔ اس لیے اپنی سوچ کے مطابق نہ لکھتے رہیں۔ آجکل کی سوچیں بدل گئی ہیں۔ نوجوانوں کی سوچ اَور ہے۔ جو immigrants آئے ہیں، ان کی سوچ اَور ہوگی اس لیے کچھ مواد ان کے مطابق دینا پڑے گا۔ اور جو لوگ پڑھے لکھے ہیں یا اپنے آپ کو سکالرز سمجھتے ہیں ان کیلئے کوئی اور قسم کا مواد دینا پڑے گا۔ اس لیے فیڈ بیک کا انتظام ہونا چاہیے۔ کوئی بھی کام کرنا ہو، اگر اس کا فیڈ بیک نہیں ہے تو اس کا کوئی رزلٹ نکل ہی نہیں سکتا۔ صرف اسی خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم نے چھاپ دیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح اگر رسالہ آن لائن ہے تو اس کا فیڈ بیک تو آپ کو ویسے ہی پتا لگ سکتا ہے کہ کتنے لوگوں نے اسکو پڑھا، کتنے لوگوں نے اس کو کھولا، کتنے لوگوں نے سارا رسالہ دیکھا اور کتنے لوگوں نے صرف چند pages پڑھے۔ یہ ساری انفارمیشن آپ کو مل جائے گی۔ اسی سے آپ کو پتا لگ جائے گا کہ لوگوں کے کیا interest ہیں۔ یہ بھی ایک طریقہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الفضل والے بھی ہر مہینے مجھے رپورٹ بھیجتے رہتے ہیں کہ کس قسم کا فیڈ بیک ہے۔ کتنے لوگوں نے دیکھا، کتنوں نے پڑھا، کتنوں نے کون سے مضامین پسند کیے۔ ریویو والے بھی بھیجتے ہیں، الحکم والے بھی بھیجتے ہیں۔ آپ لوگ بھی اس طرح کرسکتے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر ایک اور مبلغ نے عرض کیا کہ ان کی پوسٹنگ ہیرس برگ (Harrisburg) جماعت میں ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ تو اپنے ہی گاؤں میں ہیں۔ لیکن یہ نہ سمجھیں کہ اب میں اپنے اماں ابا کے پاس ہی رہوں گا اور اپنے رشتہ داروں کے علاقہ میں ہی رہوں گا۔ آپ کی تبدیلی بھی ہوسکتی ہے۔ اور باقی سارے مبلغین بھی یہ دماغ میں رکھیں کہ آپ ساروں کا تبادلہ افریقہ بھی ہوسکتا ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ امریکہ میں تقرری ہوگئی ہے تو اب امریکہ ہی امریکہ ہے۔ اب میں ایک pool بنانے لگا ہوں جس میں دنیا کے مختلف مربیان کے دوسرے ممالک میں تبادلے ہوا کریں گے۔ بہرحال امریکہ کا یہ خیال تو رکھنا پڑے گا کہ یہاں انگریزی بولنے والے زیادہ ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغ انچارج سے دریافت فرمایا کہ آپ کے خیال میں ان ٹرانسفرز سے آپ کو فائدہ ہوگا؟ اس پر مبلغ انچارج نے عرض کیا کہ دوسری جگہوں پر جانے سے تجربہ کے لحاظ سے فائدہ ہوتا ہے۔

بعد ازاں مختلف مشنریز نے اپنا تعارف کروایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مبلغ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی اردو کافی کمزور ہے۔ اس کو بہتر کریں۔

نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ مربیان جو مجھے خط لکھتے ہیں وہ اردو میں لکھنا ہے، انگلش میں نہیں لکھنا۔ چاہے ذاتی خط ہی ہو۔

ایک مبلغ نے عرض کیا کہ بعض اوقات احمدی سوشل میڈیا پر ایسی چیزیں ڈالتے ہیں جو جماعتی روایات کے منافی ہوتی ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ سارے احمدی برابر تو نہیں ہوتے۔ اگر کوئی کسی احمدی کی کمزوری لے کر اس کو سوشل میڈیا پر پوسٹ کردیتا ہے کہ احمدی کہتے یہ ہیں، اور کرتے یہ ہیں۔ احمدی اچھے بھی ہوتے ہیں، برے بھی ہوتے ہیں۔ یہ کس نے کہا ہے کہ 100 فیصد احمدی تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ آپ کے 100 فیصد احمدی تو پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھتے۔ پہلے تو وہ پڑھائیں۔ اگر بنیادی چیز نہیں ہے تو پھر اس بات پر گھبرا جانا کہ لوگ بعض احمدیوں پر اعتراض کرتے ہیں ٹھیک ہے۔ ہاں اگر وہ احمدی آپ کے علاقہ میں رہنے والا ہے تو اس کے پاس جاکر اس کو سمجھائیں کہ دیکھو اس وجہ سے جماعت پر اعتراض ہوا ہے۔ تم اپنی اصلاح کرو۔ اگر وہ صحیح اعتراض ہے، ورنہ اگر وہ بولتے ہیں تو بولنے دیں۔ اگر کسی کو کوئی اور اعتراض نہیں ہوتا تو وہ گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ابھی کل ہی مجھے ایک فیملی ملنے آئی تھی ان کے دادا کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیغام پہنچا تھا۔ اور جس احمدی نے پیغام پہنچایا تھا اسی نے غصہ میں آکر ان کا سر پھاڑ دیا تھا۔ اس پر انہوں نے اپنے کسی مولوی کو لکھا کہ ایک احمدی نے میرے ساتھ ایسے کیا ہے۔ اس پر اس مولوی نے ان کو اپنی گالیوں سے بھری ہوئی کتابیں بھیج دیں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں نے تو تم سے دلیل مانگی اور تم نے گالیاں بھیج دی ہیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اسی بات پر وہ احمدی ہوگئے۔ تو یہ جو سوشل میڈیا والے اعتراض کرتے ہیں اور لوگوں کی کمزوریاں تلاش کرکے اعتراض کرتے ہیں تو ہم نے کب کہا کہ سو فیصد احمدی تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اتنے اعلیٰ معیار پر قائم ہوتے تو مجھے خطبوں میں یہ کہنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی کہ اپنی اصلاح کرو، اپنے آپ کو ٹھیک کرو۔ اسی طرح قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے جو بار بار تلقین کی ہے کہ مومن بنو، مومن بنو، مومن بنو۔ وہ کس لیے ہے؟ اسی لیے کہ ایمان کی مضبوطی کیلئے ہر وقت یاددہانی ضروری ہے۔ یہ آپ لوگوں کا کام ہے، وہ کرواتے رہیں۔ باقی گھبرانے کی ضرورت کوئی نہیں کہ سوشل میڈیا پر آگیا تو ہمارے ہاتھ پیر پھول جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دشمن کا تو کام ہے کہ اس نے حملہ کرنا ہے۔ آپ کا کام ہے کہ اس حملہ سے نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہے بلکہ اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ ہر وقت defensive نہیں رہنا۔ اگر کوئی ایسی بات ہے جس سے مجموعی طور پر جماعت پر اثر پڑتا ہے تو اس کا جواب دے دیں ورنہ تو معمول کی بات ہے لوگ بکواس کرتے رہتے ہیں۔ اس کا تو ہم جواب نہیں دے سکتے۔ گالیوں کا جواب تو ہم واقعی نہیں دے سکتے۔ ہم ان سے ہار مان گئے۔ لیکن اگر کوئی عقل کی بات ہے تو ضرور کرنی چاہیے۔ اس کا جواب دیں۔ آپ لوگ فیلڈ میں ہیں، آپ لوگوں کو تجربات ہوتے ہیں۔ اپنے علم کو بڑھائیں اور ایسے اعتراضات کے جوابات تلاش کریں۔ ہاں اگر کسی میں کوئی کمزوری ہے یا اگر کوئی کہتا ہے کہ فلاں عہدیدار میں کمزوری ہے یا فلاں عہدیدار کے بچے کی شادی ہوئی اور وہاں ڈانس ہورہا تھا، یا فلاں شادی میں میوزک بج رہا تھا تو پہلے اس عہدیدار کو سمجھائیں اور پھر اس کی رپورٹ کریں۔ اس قسم کے واقعات کی جو رپورٹس مجھے آتی ہیں تو میں عام طور پر ایسے عہدیداران کو ہٹا دیا کرتا ہوں۔ اس کا مرکز کو علم تو ہونا چاہیے۔ اس لیے امیر صاحب کو رپورٹ دیں، پھر امیر صاحب کے ذریعہ رپورٹ مرکز میں آجائے گی۔ تو اگر کسی میں یہ کمزوریاں، خامیاں ہیں اور کہنے کے باوجود اصلاح نہیں ہوتی اور اگر کوئی غلط کاموں میں ملوث ہے تو اگر اس میں کوئی عہدیدار شامل ہے تو جیسے باقیوں کو سزا ملتی ہے تو عہدیدار کو بھی سزا ملے گی۔ ابھی کینیڈا میں میں نے دو مربیان کو suspend کیا ہے جو ایک ایسی مجلس میں تھے جہاں گانا وغیرہ ہورہا تھا اور وہ وہیں بیٹھے رہے اور وہاں سے اُٹھ کر نہیں گئے۔ تو مربیان میں سے بھی بعض ایسے ہوتے ہیں، باقیوں کی کیا باتیں کریں۔

اسکے بعد ایک مبلغ نے سوال کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تبلیغ کے حوالہ سے توجہ دلائی ہے۔ تبلیغ کیلئے سوشل میڈیا کا استعمال بھی ہوسکتا ہے لیکن اس میں کنفیوژن ہے کہ سوشل میڈیا کے حوالہ سے کیا حدود ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو سنجیدہ قسم کا سوشل میڈیا ہے، اور اگر آپ نے صرف تبلیغ کی حد تک جانا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ اسی طرح آپ اپنی کوئی ویب سائٹ بھی بناسکتے ہیں جس میں تبلیغ کرسکتے ہیں۔ اگر اس کا تعارف ہوجائے تو لوگ اس کو دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ سوشل میڈیا پر جواب دیتے بھی ہیں۔ لیکن بعض اوقات personal اکاؤنٹس بنا کر اس پر غلط جوابات دینا شروع کردیتے ہیں اس کو میں نے اس لیے منع کیا تھا اور پھر اس پر وہ اپنی مرضی کی بحثیں شروع کردیتے ہیں۔ پھر مربیان کی آپس میں بحثیں شروع ہوجاتی ہیں کہ تم نے یہ غلط کہا ہے، اس کا جواب یوں ہونا چاہیے۔ جب آپ لوگ آپس میں ہی بحثیں شروع کردیں گے تو سوشل میڈیا والوں پر کیا اثر ڈالیں گے۔ وہ چیزیں غلط ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

organised effort کے ساتھ ایک پلان بنائیں، اس کی منظوری لیں۔ اس کے بعد اس پر عمل کریں۔ یہ جو افراتفری کے کام ہوتے ہیں، ایک کا منہ ادھر جارہا ہے، دوسرے کا اُدھر جارہا ہے۔ پتا ہی نہیں کیا کرنا ہے اور پھر ہر ایک اپنی اپنی علمیت ظاہر کرنے لگ جاتا ہے تو وہ چیز غلط ہے، میں نے اس سے روکا تھا۔ پانچ، چھ مہینے پہلے میں نے کینیڈا کی ایک ویب سائٹ بند کروائی تھی، وہ اسی لیے کروائی تھی۔ پس یہ چیزیں غلط ہیں۔ ویسے تو تبلیغ کیلئے ضرور نئے رستے explore کرنے چاہئیں اور جو سوشل میڈیا ہے اس کو استعمال کرنا چاہیے۔ ہم بھی کرتے ہیں۔ بعض ذیلی تنظیموں کو بھی یہ استعمال کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ اس لیے یہ اجازت مربیان کو بھی مل سکتی ہے لیکن اگر ان کا ایک organised سسٹم ہو۔

اسکے بعد مبلغین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

مبلغین کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ دو بجے تک جاری رہی۔

بعد ازاں 2 بجکر 20 منٹ پر حضور انور نے مسجد بیت الرحمان تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

EHSAN

DISH SERVICE CENTER

Opp. Four Storey Civil Lines Qadian

All types of Dish & Mobile Recharge

(MTA کا خاص انتظام ہے)

Mobile : 9915957664, 9530536272

IRS

INDIAN ROLLING SHUTTERS

WHOLESALE DEALER

SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS

Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS

Prop : HAMEED AHMAD GHOURI

Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)

Mobile : 09849297718

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان 2022 از صفحہ 1

دارالمسیح ، مسجد مبارک ، مسجد اقصیٰ اور منارۃ المسیح کو بجلی کے چھوٹے چھوٹے رنگین بلبوں سے دُلہن کی طرح سجایا گیا۔اس طرح مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی یہ رُوحانی بستی اپنی باطنی جگمگاہٹ کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی جگمگا اُٹھی۔

معائنہ کارکنان وانتظامات جلسہ

مورخہ 19 دسمبر 2022 بروز سوموار ٹھیک پونے گیارہ بجے جلسہ گاہ بستان احمد میں نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مکرم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت معائنہ کارکنان کی تقریب عمل میں آئی۔نمائندہ حضور انور جونہی بستان احمد میں تشریف لائے ان کا اَهْلًا وَّسَهْلًا وَّمَرْحَبًا کے نعروں سے استقبال کیا گیا۔آپ نے سب سے پہلے جلسہ سالانہ کے شعبہ جات کے بینر تلے کھڑے منتظمین و ناظمین وکارکنان سے ملاقات کی اور مصافحہ کیا۔ بعدہ نمائندہ حضور انور مستورات کے پنڈال میں تشریف لے گئے۔تقریب کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جومکرم ہمایوں کبیر صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے کی اور ترجمہ پیش کیا۔

اسکے بعد نمائندہ حضور انور نے خطاب فرمایا۔آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ ایک مرتبہ پھر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان کے استقبال کیلئے تیار ہیں۔ یہ کوئی معمولی اجتماع نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بموجب ایک غیر معمولی جلسہ ہے، اِس لحاظ سے ایک منفرد اور امتیازی شان رکھتا ہے کہ تخت گاہ مسیح موعود قادیان دارالامان میں اِس کا انعقاد ہو رہا ہے۔اور چونکہ اس جلسہ میں آخری روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی حاضرین جلسہ سے خطاب فرماتے ہیں جو پوری دُنیا میں لائیو نشر ہوتا ہے اِس لحاظ سے یہ جلسہ ایک عالمی جلسہ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے،اور اس لحاظ سے بھی کہ مسیح پاک کا مولد ومسکن ہونے کی وجہ سے ساری دُنیا سے لوگ اس جلسہ میں بصد شوق شریک ہوتے ہیں۔نمائندہ حضور انور نے فرمایا کہ اس جلسہ کے انتظام کو تین حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ (1) ایک شعبہ مہمانوں کے قیام وطعام کا ہے۔ (2) دوسرا شعبہ جلسہ گاہ کے انتظام کا ہے جس میں جلسہ گاہ اور نمازوں کے انتظامات ہوتے ہیں (3) اور تیسرا شعبہ خدمت خلق کا ہے۔نمائندہ حضور انور نے فرمایا کہ تمام خدمت کرنے والوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی ادا کریں گے اور شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔آپ نے تمام خدمت کرنے والوں کو نمازوں کی پابندی اور دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے اس جلسہ کو کامیاب اور بابرکت فرمائے۔آپ نے جلسہ سالانہ سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض ارشادات بھی پیش فرمائے۔اپنے خطاب کے اختتام پر فرمایا کہ ذکر الٰہی اور دعاؤں پر خصوصی توجہ دیں ۔ باجماعت نماز کی طرف بھی توجہ دیں۔ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے اجتماعی دُعا کے بعد تقریب کا اختتام ہوا۔

مورخہ 23 دسمبر 2022 بروز جمعہ
پہلا دن افتتاحی اجلاس

مہمانان کرام صبح جلد ہی جلسہ گاہ کے احاطہ میں آکر بیٹھنے لگے اور زیر لب دعائیں کرتے رہے اور جوشِ ایمان سے نعرۂ تکبیر اللہ ھو اکبر بلند کرتے رہے۔ یہ منظر بہت ایمان افروز تھا۔

پرچم کشائی

جماعتی روایات کے مطابق لکڑی کے ایک خوبصورت بکس میں، جسکی پہرہ داری خدام کررہے تھے، لوائے احمدیت جلسہ گاہ لایا گیا۔ محترم محمد کریم الدین شاہد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان نے صبح ٹھیک دس بجے لوائے احمدیت لہرایا اور پھر اجتماعی دعا کروائی۔ جب لوائے احمدیت فضا میں بلند ہو رہا تھا، جلسہ گاہ کے اسٹیج سے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کی دعائیں بآواز بلند حاضرین دوہرا رہے تھے۔ بعدہ اسٹیج سے اللہ اکبر کا پُرشوکت نعرہ لگایا گیا جس کا حاضرین نے پُرجوش جواب دیا۔

افتتاحی خطاب

افتتاحی اجلاس زیر صدارت محترم محمد کریم الدین شاہد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم طارق احمد لون صاحب آف کشمیر نے کی۔آپ نے سورۃ الصّف کی آیات 7 تا 10 کی تلاوت کی جس کا اُردو ترجمہ مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب قاضی سلسلہ نظامت دارالقضاء قادیان نے پیش کیا۔

بعدہ محترم محمد کریم الدین شاہد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ہم سب 127 واں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے یہاں جمع ہوئے ہیں جس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1891ء میں اذنِ الٰہی سے کیا تھا۔ ہمارا یہ جلسہ سالانہ دُنیوی میلوں اور اجتماعات کی طرح ہرگز نہیں ہے۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

آج جس مقصد کیلئے ہم سب یہاں جمع ہیں اُسے ہم سب جانتے ہیں یعنی اپنے دینی علم اور معلومات کو وسیع کرنا، اپنی معرفت کو بڑھانا، تقویٰ میں ترقی کرنا، آپس کی محبت و پیار اور تعلقات کو بڑھانا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دینا، اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کیلئے اپنے آپ کو تیار کرنا اور پھر عملی طور پر سرانجام دینا۔ یہ ہیں وہ وسیع مقاصد جن کے حصول کیلئے جلسہ منعقد کیا جاتا ہے اور جسکے حاصل کرنے کیلئے ہم سب یہاں جمع ہیں۔

پس جلسہ کا مقصد کوئی دُنیاوی مقصد نہیں ہے بلکہ ہم نے اِس زمانہ میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آکر اپنی اور اپنی نسلوں کی اصلاح کا عہد اور اِس کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔کُل انسانیت کی اصلاح ، دنیا کو آنحضرتؐ کے قدموں میں ڈالنے نیز اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کا عہد کیا ہے۔

محترم صدر اجلاس نے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش کرکے اپنے صدارتی خطاب کو ختم فرمایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ہریک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں، خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دُور فرما دے اور اُن کو ہریک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل ورحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اَے خدا اَے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا، یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔آمین ثم آمین ۔ (اشتہار 7 دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 361 ایڈیشنل 2019)

بعدہ مکرم تنویر احمد ناصر صاحب نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

محمدؐ پر ہماری جاں فِدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

پہلی تقریر:

اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت پر کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا ’’قیامِ امن کے حوالے سے آنحضور ﷺ کی تعلیمات اور آپؐ کا اُسوۂ حسنہ۔‘‘ آپ نے فرمایا: اسلام کے معنے ہی امن وسلامتی کے ہیں اور بانیٔ اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ عالمگیر امن وسلامتی کے پیغامبر ہیں۔ یادرکھنا چاہئے کہ امن، سکھ، چین بنیادی طور پر دوطرح کا ہوتا ہے۔(1) انفرادی امن (2) اجتماعی امن۔

انفرادی امن کا تعلق انسان کی ذات سے ہے جبکہ اجتماعی امن کا تعلق خاندان، محلہ، شہر، ملک اور پوری دنیا سے ہے۔شخصی ،قومی اور بین الاقوامی امن فقط اعلانات اور نعرے لگانے سے نہیں ہوگا، اس کیلئے عملی اقدامات ضروری ہیں۔گھروں کے امن کیلئے ضروری ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے اور مَیں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔

پڑوسیوں اور ہمسایوں سے ،والدین، قریبی رشتہ داروں، یتامیٰ اور مسکینوں سے حسن سلوک کی تعلیم قرآن مجید میں موجود ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جبرائیل ہمیشہ مجھے پڑوسی سے حسن سلوک کی تاکید کرتا آرہا ہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں وہ اُسے میرا وارث ہی نہ بنادے۔ پڑوسیوں سے حسن سلوک اور ان کا خیال رکھنے کے متعلق آنحضرت ﷺ نے تاکیدی حکم فرمایا ہے اور اس ضمن میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ جو دراصل سلامتی کی دعا ہے اور امن کی ضمانت ہے۔اسی طرح راستوں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے جو امن قائم کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔نیز آپ نے مریض کی عیادت کا حکم دیا اِسی طرح، تجہیز وتکفین میں مدد کرنے، جنازہ میں شریک ہونے، میت کا احترام کرنے، حسد نہ کرنے، چھوٹوں پر رحم کرنے اور بڑوں کی عزت کرنے مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم دیا۔ یہ تمام احکامات امن قائم کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہاں تک کہ آپؐ نے جانوروں کو بھی تکلیف نہ دینے کی تعلیم دی۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حکومت اور ریاست کے حقوق وفرائض بھی آپ نے بیان فرمائے۔حکومت کا فرض ہے کہ رعایا کی بنیادی ضروریات جیسے مناسب خوراک، لباس اور رہائش کا انتظام کرے۔قرآن کریم نے سورہ طٰہٰ میں ان امور کی تعلیم دی ہے۔ یہ حکومت کی اہم ذمہ داری ہے۔ورنہ رعایا میں بے چینی اور بدامنی پیدا ہو جاتی ہے۔نتیجۃً مختلف جرائم پنپنے لگتے ہیں۔

اسی طرح روزگار کے مواقع مہیا کرنا بھی حکومت کا کام ہے تا کہ مانگنے کی عادت لوگوں میں نہ پڑے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خداتعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔نیز فرمایا اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں۔

حکومت کا بنیادی فرض ہے کہ رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کا سلوک روا رکھے،ظلم کو مٹانے کی کوشش کرے۔ عصر حاضر میں عدل وانصاف کا فقدان ہی بدامنی اور بے چینی کا سبب ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ یادرکھیں کہ کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ نہ ہی کسی غیر عربی کو عربی پر کوئی برتری حاصل ہے......آپ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ سب لوگوں کو بلا امتیاز اور بلاتعصب یکساں حقوق ملنے چاہئیں۔ یہ وہ بنیادی اور سنہری اصول ہے جو بین الاقوامی امن اور ہم آہنگی کی بنیاد رکھتا ہے۔

(بین الاقوامی تعلقات) موجودہ ماحول میں ہر بڑی طاقت چھوٹی طاقتوں کو دباتی چلی جارہی ہے۔ جنگ وجدال کی اہم وجہ ایک دوسرے کے ملک پر طمع کی نظر رکھنے یا آپس میں ایک دوسرے سے ناجائز فائدہ اٹھانے یا اس کو زیر کرکے اپنی بالادستی قائم کرنے کی کوشش ہے۔اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(مذہبی تعلقات) امن کیلئے مذہبی تعلقات کا استوار ہونا بھی ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ربُّ العالمین ہے۔ وہ صرف رب المسلمین نہیں ہے۔اس نے ہر قوم میں اپنے پیغمبر بھیجے ہیں۔ پھر فرمایا لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین میں کسی قسم کا کوئی جبر جائز نہیں ہے۔اسلامی جنگیں محض دفاعی تھیں اور فتنہ کو دور کرنے اور امن قائم کرنے کیلئے تھیں۔اسلام تمام مذاہب کے پیشواؤں کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بُتوں کو بھی بُرا بھلا کہنے سے منع فرماتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

’’آج یہ کام مسیح موعودؑ کی جماعت کے سپرد کیا گیا ہے، اگر ہم نے بھی گھریلو سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اِس کے مطابق اپنا کردار ادا نہ کیا تو ہمارے، ہماری نسلوں اور نہ ہی دنیا کے امن وسلامتی میں رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جانے کا ذریعہ بنائے اور احسن رنگ میں فرض ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔‘‘ (اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 21 اگست 2022)

دوسری تقریر:

اسکے بعد مکرم منیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند نے ’’سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام توکل علی اللہ اور قبولیت دعا کے آئینہ میں‘‘ کے عنوان پر تقریر کی۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور اسکے حضور دعا کیلئے جھکنا دراصل ہردو صفات لازم وملزوم ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’جو شخص متبتّل ہوگا متوکّل بھی وہی ہوگا۔گویا متوکّل ہونے کے واسطے متبتّل ہونا شرط ہے کیونکہ جب تک اَوروں کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ ان پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے، اُس وقت تک خالصۃً اللہ پر توکل کب ہوسکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دُنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ کامل توکّل ہو جیسے ہمارے نبی کریم ﷺ کامل متبتّل تھے ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم وقبائل والے سرداروں

کی ذرا بھی پروانہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؓ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؓ نے اُٹھالیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکّل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لیے کہ اس میں خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنالیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی، جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے۔ جب تک یہ اُمید نہ ہو کہ اس کے بعد دُوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے جب یہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنالیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنادے گا۔ جائیداد کھودیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتّل ہے اور پھر تبتّل اور توکّل توام ہیں۔ تبتّل کا راز ہے توکّل اور توکّل کی شرط ہے تبتّل۔ یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 554)

اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توکل علی اللہ اور قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ اور آخر پر فرمایا کہ خلفاء احمدیت کے دور میں بھی قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلے دعاؤں کی طرف ہی توجہ دلائی ہے۔ حضور نے فرمایا تھا:

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین'' (بدر 29/اپریل 2003ء صفحہ 15)

پہلا دن دوسرا اجلاس

پہلے دن کا دوسرا اجلاس ٹھیک 2 بجکر 5 منٹ پر شروع ہوا۔ یہ اجلاس محترم جلال الدین نیر صاحب صدر مجلس تحریک جدید قادیان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ سورۃ توبہ کی آیات 100 تا 103 کی تلاوت مکرم محمد ابراہیم صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے کی اور ان آیات کا ترجمہ از تفسیر صغیر مکرم مولوی طاہر احمد طارق صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے پیش کیا۔ نظم مکرم عبد الواسع صاحب کارکن نظامت تعمیرات قادیان نے پڑھی جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ منظوم کلام

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدءُالانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

میں سے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھے۔ اجلاس کی پہلی عالمانہ تقریر محترم محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ''ہستی باری تعالیٰ۔ حصول معرفت الٰہی کے ذرائع'' کے موضوع پر کی۔ فاضل مقرر نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی معرفت کیلئے ایک مجاہدہ اور کوشش کی ضرورت ہے جیسا کہ ظاہری طور پر دنیا کے ہر کام کیلئے محنت درکار ہے، اِسی طرح خدا کو بھی انسان مجاہدہ سے پاتا ہے۔

آپ نے حصول معرفت الٰہی کے موٹے طور پر پانچ ذرائع کی تفصیلات پیش کیں۔ (1) پہلا ذریعہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا انا الموجود کہہ کر خود اپنی ذات کی گواہی دینا۔ (2) دوسرا یہ کہ اپنے نیک بندوں پر غیبی علوم ظاہر کر کے اپنی ہستی اُن پر آشکارا کرنا (3) تیسرے یہ کہ مظاہر قدرت کا مطالعہ اور مشاہدہ کرنا (4) چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ کا دنیا میں ظہور (5) اور پانچواں یہ کہ دُعاؤں کی قبولیت سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اطلاع ملتی ہے۔

بعدہ اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولوی فیروز احمد نعیم صاحب مبلغ انچارج و امیر ضلع دہلی نے ''سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و سیرت حضرت حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ'' کے عنوان پر کی۔ فاضل مقرر نے اپنی تقریر کے پہلے حصے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایمان افروز سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جس میں آپؓ کے قبول اسلام، آپؓ کی عظیم مالی قربانی، آپؓ کی بے انتہا سخاوت، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کا عشق، ہجرت مدینہ میں رفاقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، غار ثور کا واقعہ، غزوات میں شرکت جیسے آپؓ کی زندگی کے حسین پہلوؤں پر لب کشائی کی نیز آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی فتوحات کا بھی ذکر کیا۔ تقریر کے دوسرے حصے میں فاضل مقرر نے اوّل المومنین حضرت حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الاول) کی سیرت پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے آپؓ کی بیعت، فدائیت اور حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت جیسے عظیم پہلوؤں کا تذکرہ کیا اور آخر پر آپ کی خلافت، اور استحکام خلافت سے متعلق آپؓ کے عظیم کارناموں تذکرہ کیا۔

اسکے بعد مکرم وسیم محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سیریا نے عربی زبان میں تعارفی تقریر کی جسکا اردو ترجمہ مکرم زین الدین حامد صاحب ناظم دار القضاء قادیان نے پیش کیا۔

اس سیشن کی آخری تقریر بعنوان ''صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ قرآن و حدیث کی رو سے'' مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب قائمقام ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند نے کی۔ آپ نے صداقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بعض قرآنی دلائل کی روشنی میں پیش کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی تائید میں ظاہر ہونے والا ایک آسمانی نشان کسوف و خسوف اور ایک زمینی نشان طاعون کی تفصیلات بیان کیں۔

ازاں بعد صدر اجلاس کی اجازت سے پہلے دن کا دوسرا اجلاس برخاست ہوا۔ ہندوستانی وقت کے مطابق ٹھیک 6:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ لائیو نشر ہوا۔ تمام مساجد میں اجتماعی طور پر مردوں نے حضور کا خطبہ سنا اور گھروں میں بھی احباب و مستورات نے خطبہ سُنا۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items

Mob: 9647960851 9082768330

Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18

طالبِ دعا: جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

اعلان نکاح :: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17/دسمبر 2022ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) میں درج ذیل 3 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۞ عزیزہ امۃ النور (واقفہ نو) بنت مکرم شاہد شفیق صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم شیراز احمد قمر (واقف نو) ابن مکرم اعجاز احمد قمر صاحب (امریکہ)

۞ عزیزہ ذِکرہ خان بنت مکرم رانا سلیم اللہ خان صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم محمد عدیل (واقف نو) ابن مکرم محمد یوسف صاحب (یو.کے)

۞ عزیزہ اقراء اکبر بنت مکرم جاوید اکبر صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم حارث احمد پرویز ابن مکرم خالد پرویز صاحب مرحوم (جرمنی)

......☆......☆......☆......

ولادت و درخواست دعا

۞ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 10/دسمبر 2022ء کو دوسرے پوتے سے نوازا ہے جس کا نام ذوہان احمد تجویز کیا گیا ہے، نومولود عزیزم قریشی نعیم الحق وقف نو مربی سلسلہ کارکن نظارت نشر و اشاعت قادیان کا دوسرا بیٹا اور مکرم تنویر احمد منصوری صاحب آف قادیان کا نواسہ ہے۔ نومولود کی صحت و سلامتی، نیک صالح، خادم دین ہونے کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (قریشی انعام الحق، قادیان)

۞ مکرم محمد پاشا صاحب مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ اہروڈ صوبہ تامل ناڈو کو اللہ تعالیٰ نے 21/فروری 2022ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ''حمزہ ایان'' تجویز فرمایا ہے اور نومولود تحریک وقف نو میں بھی شامل ہے۔ بچے کی صحت و سلامتی، دین اور دنیا کی ترقیات کیلئے قارئین بدر کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (محمد جاوید احمد، انسپکٹر بدر)

اعلان نکاح و درخواست دعا

۞ خاکسار کی دختر عزیزہ امۃ الشکور صاحبہ آف کٹک (اڈیشہ) کا نکاح مکرم محمد شفیع احمد صاحب ابن مکرم ظفر احمد صاحب بھاگلپور (بہار) کے ساتھ مبلغ چھ لاکھ روپئے حق مہر پر مکرم مولوی حلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ کٹک نے مورخہ 26/نومبر 2022ء کو پڑھایا۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (سید طیب سلیم، امیر جماعت احمدیہ کٹک)

بقیہ خطبہ بطرز سوال و جواب از صفحہ 19

ہوتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام سے فیض پانے والے ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو نیک اعمال بھی بجالانے والے ہوں۔

سوال ایک کم پڑھے لکھے نوجوان کی رائے کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بعض نوجوان بھی ایسی معلومات دیتے ہیں اور ایسی عقل کی بات کہہ دیتے ہیں جو بڑی عمر کے لوگ یا تجربہ کار لوگوں کے ذہن میں نہیں آتی۔ اس لئے کبھی بھی، کسی بھی نوجوان کی یا کم پڑھے لکھے کی بات کو تخفیف یا کم نظر سے نہ دیکھیں۔

سوال جماعت احمدیہ میں محبت اور خلاص کے نظارے ہمیں کیوں نظر آتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جماعت میں محبت اور اخلاص اور ایک دوسرے کی خدمت اور مہمان نوازی کے اس لئے نظر آتے ہیں کہ جماعت ایک لڑی میں پروئی ہوئی ہے اور نظامِ خلافت سے ان کو محبت اور تعلق ہے۔ اور خلیفۂ وقت کے اشارے پر اُٹھنے اور بیٹھنے والے لوگ ہیں۔

سوال عہدیداروں کا کیا فرض بنتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عہدیداران کا یہ فرض بنتا ہے کہ خلیفۂ وقت کو ایک ایک بات پہنچائیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر بات خلیفہ وقت تک پہنچا کر اسے تکلیف میں ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا: میرے نزدیک یہ سب شیطانی خیال ہیں، غلط خیال ہیں۔

سوال خلیفہ وقت کا برداشت اور حوصلہ کس طرح کا ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خلیفہ کی جو برداشت ہے اور تکلیف دہ باتیں سننے کا جس قدر حوصلہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہوتا ہے یا خلافت کے انعام کے بعد جس طرح اس کو بڑھاتا جاتا ہے کسی اور کو نہیں دیتا۔

سوال ریزولیوشنز، خط، وفاؤں کے دعوے کب سچے سمجھے جائیں گے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ ریزولیوشنز، یہ خط، یہ وفاؤں کے دعوے تب سچے سمجھے جائیں گے، جب آپ ان دعووں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ نہ کہ وقتی جوش کے تحت نعرہ لگالیا اور جب مستقل قربانیوں کا وقت آئے، جب وقت کی قربانی دینی پڑے، جب نفس کی قربانی دینی پڑے تو سامنے سوسو مسائل کے پہاڑ کھڑے ہو جائیں۔

سوال اگر آپ کو خلافت سے محبت ہے تو آپ کو کیا کرنا ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر یہ دعویٰ کہ خلافت سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی پوری اطاعت کریں۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے تقویٰ پر قائم رہنے کی جو تلقین کی جاتی ہے اس پر عمل کریں۔

سوال اگر کوئی غلط بیانی کر کے کسی شخص کو پھنساتا ہے تو اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اگر کوئی اپنی چرب زبانی کی وجہ سے میرے سے فیصلہ اپنے حق میں کروالیتا ہے حالانکہ وہ حق پہ نہیں ہوتا تو وہ آگ کا گولہ اپنے پیٹ میں ڈال رہا ہوتا ہے۔

......☆......☆......☆......

صحابہؓ نے جن لوگوں سے لڑائی کی تھی وہ حکومت کے باغی تھے، انہوں نے ٹیکس دینے سے انکار کر دیا تھا اور انہوں نے مدینہ پر حملہ کر دیا تھا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15 / جولائی 2022 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جب صنعاء میں حضرت مہاجر کو استقرار حاصل ہوا تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب صنعاء میں حضرت مُہاجرؓ کو استقرار حاصل ہوگیا، پاؤں ٹک گئے تو آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خط کے ذریعہ سے اپنی تمام کارروائیوں سے مطلع کیا اور جواب کا انتظار کرنے لگے اور اسی وقت مُعاذ بن جبلؓ اور یمن کے دیگر عُمال نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور سے چلے آ رہے تھے حضرت ابوبکرؓ کو خطوط ارسال کیے اور مدینہ واپس آنے کی اجازت طلب کی۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے معاذ بن جبلؓ اور دیگر عمال کو کیا اختیار دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے مُعاذ بن جبلؓ اور انکے ساتھ دیگر عُمّال کو اختیار دیا کہ چاہیں تو یمن میں رہیں اور چاہیں تو مدینہ واپس آ جائیں لیکن اپنی جگہ کسی کو مقرر کر کے آئیں۔ اختیار ملنے کے بعد تمام ہی لوگ مدینہ واپس آ گئے اور حضرت مُہاجرؓ کو حکم ملا کہ عکرمہ سے جا ملو۔ پھر دونوں مل کر حَضرَ مَوت پہنچو اور زِیاد بن لبید کا ساتھ دو اور انکو انکے عہدے پر باقی رکھتے ہوئے حکم فرمایا کہ تمہارے ساتھ ملکر جو لوگ مکہ اور یمن کے درمیان جہاد کرتے رہے ہیں انہیں لوٹنے کی اجازت دے دو، واپس آنا چاہیں تو واپس آ جائیں مگر یہ کہ بذات خود جہاد میں شرکت کو ترجیح دیں۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے عکرمہ کو خط میں کیا حکم فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عکرمہ کو حضرت ابوبکرؓ کا خط موصول ہوا۔ اسمیں انہیں حکم دیا گیا تھا کہ مُہاجر بن ابوامیہ سے جا ملو جو صنعاء سے آ رہے ہیں اور پھر دونوں ملکر کِندَہ قبیلے کا رخ کرو۔

سوال حضرت عکرمہ مہاجرین کا انتظار کہاں کرنے کیلئے رکے؟

جواب حضرت ابوبکر کا خط پا کے عکرمہ مَہرَہ سے نکلے اور اَبْیَن میں قیام پذیر ہو کر مُہاجر بن ابوامیہ کا انتظار کرنے لگے۔

سوال کندہ قبیلہ کے مرتدین کے خلاف کاروائیوں کے متعلق طبری میں کیا لکھا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کِندَہ قبیلہ کے مرتدین کے خلاف کارروائیوں کے متعلق تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ ارتداد سے پہلے جب کِندَہ اور حَضرَمَوت کا سارا علاقہ اسلام لے آیا۔ ان سے زکوٰۃ وصول کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ حَضرَمَوت میں سے بعض لوگوں کی زکوٰۃ کِندَہ میں جمع کی جائے اور بعض اہلِ کِندَہ کی زکوٰۃ حَضرَمَوت میں جمع کی جائے یعنی انکو وہاں بھجوا دی جائے، ایک دوسرے پر خرچ ہو اور اہلِ حَضرَمَوت میں سے بعض کی زکوٰۃ سَکُون میں جمع کی جائے اور بعض اہلِ سَکُون کی زکوٰۃ حَضرَمَوت میں جمع کی جائے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب زکوۃ کو حضرموت میں جمع کرنے کا ارشاد فرمایا تو کندہ کے لوگوں نے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس پر کِندَہ کے بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس اونٹ نہیں ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب خیال فرمائیں تو یہ لوگ سواری پر ہمارے پاس اموالِ زکوٰۃ پہنچا دیا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کہا یعنی حَضرَمَوت والوں سے کہ اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو اس پر عمل کرنا۔ انہوں نے کہا ہم دیکھیں گے۔ اگر انکے پاس جانور نہ ہوئے تو ہم ایسا کریں گے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد جب زکوۃ کی وصولی کا وقت آیا تو زیاد نے کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور زکوٰۃ وصول کرنے کا وقت آیا تو زِیادؓ نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا۔ وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور بنُو وَلِیعَہ یعنی اہلِ کِندَہ نے کہا کہ تم نے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وعدہ کیا تھا اموالِ زکوٰۃ ہمارے پاس پہنچا دو تو انہوں نے کہا تمہارے پاس بار برداری کے جانور ہیں؟ اپنے جانور لاؤ اور اموالِ زکوٰۃ لے جاؤ۔ انہوں نے خود اموالِ زکوٰۃ پہنچانے سے انکار کر دیا اور کندی اپنے مطالبہ پر مصر رہے۔ پھر وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

سوال اَبُوسُمَیط نے جب حضرت زِیادؓ سے اونٹنی بدلنے کا مطالبہ کیا تو کیا ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَبُوسُمَیط نے جب حضرت زِیادؓ سے اونٹنی بدلنے کا مطالبہ کیا تو حضرت زِیادؓ اپنے موَقف پر مصر رہے۔ اَبُوسُمَیط کو غصہ آیا۔ اسنے زبردستی اونٹنی کھول دی جس پر حضرت زِیادؓ کے ساتھیوں نے اَبُوسُمَیط اور اسکے ساتھیوں کو قید کر لیا اور اونٹنی کو بھی قبضہ میں لے لیا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین اور باغیوں کے خلاف کام کرنے والے عُمّال کو کیا تحریر فرمایا؟

جواب حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین اور باغیوں کے خلاف کام کرنے والے عُمّال کو تحریر فرمایا: اَمَّا بَعْد! میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ امر یہ ہے کہ آپ لوگ حکومت میں صرف انہی اشخاص کو شریک کریں جنکا دامن ارتداد اور بغاوت کے داغ سے پاک رہا ہو۔ بے شک وہ واپس آ گئے ہیں لیکن یہ دیکھو ان میں وہ شامل تو نہیں جو پہلے ارتداد اختیار کر چکے ہیں یا بغاوت کر چکے ہیں۔

سوال صحابہ نے کن لوگوں سے لڑائی کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں اِس حوالہ سے ظاہر ہے کہ صحابہؓ نے جن لوگوں سے لڑائی کی تھی وہ حکومت کے باغی تھے۔ انہوں نے ٹیکس دینے سے انکار کر دیا تھا اور انہوں نے مدینہ پر حملہ کر دیا تھا۔

سوال بنومعاویہ کس قبیلہ کی شاخیں ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بنُو مُعاوِیہ وہ لوگ ہیں جو بنو حارِث بن مُعاوِیہ اور بنوعَمرو بن مُعاوِیہ، قبیلہ کِندَہ کی شاخیں ہیں۔

سوال بنُو مُعاوِیہ نے جب حضرت زیادؓ سے اپنے ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تو حضرت زیاد نے کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زِیادؓ نے انکے منتشر ہونے تک قیدیوں کو رہا کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا اس طرح نہیں، تم لوگ چلے جاؤ پھر مَیں دیکھوں گا۔ جب یہ لوگ منتشر نہ ہوئے تو حضرت زِیادؓ نے ان پر حملہ کر کے انکے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور کچھ لوگ وہاں سے فرار ہو گئے۔ حضرت زِیادؓ نے واپس آ کر انکے قیدی بھی رہا کر دیے مگر ان لوگوں نے واپس جا کر جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

سوال اَشعَث کب حضرت عکرمہؓ کے پاس پہنچ کر امان کا طالب ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب قلعہ نُجَیر کے محصورین نے دیکھا کہ مسلمانوں کو برابر امداد پہنچ رہی ہے تو ان پر دہشت طاری ہوگئی۔ اس وجہ سے انکا سردار اَشعَثُ فوراً حضرت عکرمہؓ کے پاس پہنچ کر امان کا طالب ہوا۔

سوال اَشعَث نے کس شرط پر امان طلب کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عکرمہؓ اَشعَثُ کو لے کر حضرت مُہاجرؓ کے پاس آئے۔ اَشعَثُ نے اپنے لیے اور اپنے ساتھ نو افراد کیلئے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ مسلمانوں کیلئے قلعہ کا دروازہ کھول دیں گے۔

سوال حضرت عِیَاض بن غَنمؓ نے اسلام کب قبول کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عِیَاض بن غَنمؓ نے صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

سوال حضرت عِیَاض بن غَنمؓ شام کے جانشین کب مقرر ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت اَبُوعُبَیدَہؓ نے اپنی وفات کے وقت انہیں شام میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔

......☆......☆......☆......

> اگر کوئی ایسی بات سنیں جو جماعتی وقار یا خلافت کے احترام کے خلاف ہو تو فوری طور پر عہدیداران کو بتائیں، مجھے بتائیں
>
> قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب
> اور ان سے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہوگا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہوگا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 1 / جولائی 2005 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال افراد جماعت اور خلافت کا آپس میں کس طرح کا تعلق ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: افراد جماعت کا خلافت سے تعلق اور خلیفۂ وقت کا احباب سے تعلق ایک ایسا تعلق ہے جو دنیاداروں کے تصور سے بھی باہر ہے۔ اس کا احاطہ وہ کر ہی نہیں سکتے۔

سوال جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی بابت پہلا خطبہ دیا تھا تو سب سے زیادہ خطوط کس نے حضور کی خدمت میں بھیجے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب مَیں نے خلافت کے حوالے سے خطبہ دیا تھا تو جماعتی طور پر بھی اور مختلف جگہوں سے ذاتی طور پر بھی، سب سے پہلے اور سب سے زیادہ خطوط وفا اور تعلق کے مجھے کینیڈا سے ملے تھے۔

سوال اگر کوئی ایسی بات سنو جو جماعت کے خلاف ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر کوئی ایسی بات سنیں جو جماعتی وقار یا خلافت کے احترام کے خلاف ہو تو فوری طور پر عہدیداران کو بتائیں، امیر صاحب کو بتائیں، مجھے بتائیں کیونکہ بعض دفعہ بظاہر بہت چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن اندر ہی اندر پکتی رہتی ہیں اور پھر بعض کمزور طبائع کو خراب کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

سوال عہدیداروں کو اپنے اندر کیا عادت پیدا کرنے کی ضرورت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عہدیداران اپنے اندر یہ عادت پیدا کریں کہ جب ایسی باتیں سنیں تو سن کر سرسری طور پر دیکھنے کی بجائے اس کی تحقیق کر لیا کریں، یا کم از کم نظر رکھا کریں۔ ایک دفعہ اگر سنی ہے تو ذہن میں رکھیں اور اگر دوبارہ سنیں تو بہرحال اس پر توجہ دینی چاہئے۔

سوال قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب شخص کون ہوگا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور ان سے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہوگا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہوگا۔

سوال خلیفہ وقت کے فرائض کی بابت قرآن کریم میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خلیفہ وقت کے فرائض کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں یہ فرما دیا ہے کہ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنی پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کر اور اپنی خواہش کی پیروی مت کر۔ وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔

سوال بہترین سردار کون ہے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کیلئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔

سوال عہدیداروں کو انصاف کے تقاضوں کو کس طرح پورا کرنے چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تقویٰ یہی ہے کہ اگر اپنے خلاف یا اپنے عزیز کے خلاف بھی گواہی دینی ہو تو دے دیں۔ لیکن انصاف کے تقاضے پورے کریں تو پھر ایسے عہدیدار اللہ کے محبوب بن رہے ہوں گے

سوال عہدیداروں کو اپنے تقاضوں کو کس طرح پورا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عہدیدار کو بڑی محنت سے، ایمانداری سے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہئے۔

سوال عہدیداران اگر انصاف کے تقاضوں پر عمل نہ کریں تو کیا ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عہدیداران اگر اپنے عمل انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا نہیں کرتے تو پھر اللہ کی گرفت کے نیچے آتے ہیں، وہ دوہرے گناہگار ہو رہے ہوتے ہیں۔ ایک اپنے فرائض صحیح طرح انجام نہ دے کر، دوسرے خلیفۂ وقت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچا کر، خلیفۂ وقت کے علم میں صحیح صورت حال نہ لا کر۔

سوال خلافت کے انعام کے فیض کو پانے والے کون

بقیہ صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-25 Vol. 72 Thursday 5-12 - January - 2022 Issue. 1-2

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی

اگر تم میں سے کوئی خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی

کیونکہ مال خود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان، گزشتہ سال کے کوائف اور احباب جماعت کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6 رجنوری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج کے خطبہ جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا اور گزشتہ سال کے کوائف بیان فرمائے۔ خطبہ کے شروع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ آل عمران کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○

ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

حضور انور نے ترجمہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد پیش فرمایا کہ:

دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دے دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقا اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین شئے خرچ نہ کرو گے کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا: جنوری کا پہلا خطبہ عموماً وقف جدید کے نئے سال کے اعلان کے بارے میں ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1957ء میں اس تحریک کو شروع فرمایا جو دیہاتوں میں تربیت و تبلیغ کیلئے آپ نے شروع فرمائی جو پہلے صرف پاکستان تک ہی محدود تھی پھر خلافت رابعہ میں اس کو وسعت دے کر تمام ممالک تک پھیلا دیا گیا اور اس چندے کی رقم کو افریقہ کے ممالک میں تربیت و تبلیغ پہ خرچ کرنے کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ارشاد فرمایا تھا اور عموماً یہی سلسلہ اب تک چل رہا ہے۔ اس چندے کی آمد کو افریقہ میں اور دوسرے غریب ممالک میں خرچ کیا جاتا ہے۔ ہر جگہ قربانیاں کرنے والے اس بات کا کامل ادراک رکھتے ہیں جو ایک حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَے آدم کے بیٹے تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا۔ نہ آگ لگنے کا خطرہ نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا گیا خزانہ میں پورا تجھے دوں گا اس دن جب تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہو گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے راستے میں کی گئی قربانی نہ صرف اس دنیا میں فائدہ پہنچاتی ہے بلکہ آئندہ زندگی میں مرنے کے بعد بھی فائدہ دے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔ اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ جب وعدہ کرتا ہے تو پورا بھی کرتا ہے۔ اس کے نمونے اس دنیا میں بھی ہمیں دکھا دیتا ہے تاکہ اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث بنو گے۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا بھر کے مختلف ممالک سے احباب جماعت کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مالی قربانی کرنے والوں کے ساتھ جو سلوک فرمایا اس پر بھی روشنی ڈالی۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انڈیا سے بھی مالی قربانی کے دو ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

انڈیا سے انسپکٹر صاحب وقف جدید کہتے ہیں کہ جماعت میلا پالم تامل ناڈو میں وقف جدید کے بجٹ اور وصولی کی غرض سے گیا تو وہاں ایک مخلص احمدی سے ملاقات ہوئی۔ موصوف نے کہا کہ 2014ء میں مجھے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی تھی۔ اس وقت میں نے اپنا وقف جدید کا وعدہ چار ہزار روپے لکھوا کر ادائیگی کی تھی اس وقت جب میں نے بیعت کی تھی تب میرے پاس اتنی ہی گنجائش تھی اور پھر اسکے بعد مَیں حسب توفیق اپنا چندہ بڑھاتا چلا گیا اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے کاروبار میں بھی نمایاں ترقی دیتا چلا گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد باقی گھر کے افراد نے بھی بیعت کر لی اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج میرا وقف جدید کا چندہ پانچ لاکھ روپے ہو گیا ہے اور انہوں نے رمضان کے مہینے میں اپنے پانچ لاکھ کی مکمل ادائیگی بھی کر دی تھی۔ کہتے ہیں کہ لاک ڈاؤن کے باوجود میرے چندوں کی برکت کی وجہ سے کاروبار میں مجھے کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ مزید بڑھتا چلا گیا اور اللہ کے فضل سے اب کاروبار انڈیا سے نکل کے تھائی لینڈ میں بھی پھیلا دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سب چندے کی برکات ہیں۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل۔ روپیہ لگایا محنت کی کاروبار کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ نے کئی گنا اضافہ بھی فرما دیا۔

پھر ایک اور مثال ہے انڈیا کی۔ ملا پورم کیرالہ کے مبلغ انچارج نے لکھا کہ ناظم صاحب مال، وقف جدید مالی سال کے اختتام کے پیش نظر دورے پر تھے۔ ہمارے علاقے میں بھی آئے تو وہاں کے ایک مخلص احمدی رحمٰن صاحب کا ان کو فون آیا کہ پہلے آپ میری کمپنی میں آ جائیں۔ میں نے کمپنی اپنی بنائی ہے اس میں ایک نیا حصہ بنایا ہے وہاں دعا کروانی ہے اور جب ہم وہاں گئے تو بغیر پوچھے دس لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ نیز دورے کیلئے اپنی بڑی گاڑی دی پٹرول وغیرہ ڈلوا کے۔ انہوں نے کہا ہمیں چھوٹی گاڑی ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ مرکزی نمائندوں کیلئے اچھی گاڑی ہونی چاہئے قابل اعتبار تاکہ آپ آرام سے سفر کر سکیں۔ کہتے ہیں یہ رقم میں نے اپنی ایک پراپرٹی کی رجسٹری کیلئے رکھی ہوئی تھی مگر آپ کے آنے کی وجہ سے وقف جدید میں ادائیگی کر دی ہے اور رجسٹری کی تاریخ آگے کروا لی۔ چند دن کے بعد موصوف کہتے ہیں کہ ایک بڑی رقم ان کو بغیر کسی خاص کوشش کے مل گئی جو موصوف کی ضروریات سے کئی گنا زیادہ تھی۔ دس لاکھ سے بھی کہیں زیادہ رقم تھی۔

مالی قربانیوں کے بہت سارے ایمان افروز واقعات بیان فرمانے کے بعد حضور انور نے فرمایا یہ لوگ ہیں جو قربانیاں کرنے والے ہیں۔ جس مال کی ان کو ضرورت ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے والے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر تم میں سے کوئی خدا سے محبت کر کے اسکی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے پس جو شخص خدا کیلئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائیگا۔

پس ہر قربانی کرنے والا احمدی اس بات کی سچائی پر گواہ ہے کہ مال اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والوں کے معیار کو بھی بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے جو لوگ زیادہ بہتر حالات میں ہیں اور ان کے معیار قربانی کے اعلیٰ نہیں ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو سمجھنے والے ہوں کہ خدا ہماری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں ہاں ہم پر یہ اس کا فضل ہے کہ ہم کو خدمت کا موقع دیتا ہے۔ وہ لوگ جو کنجوسی دکھاتے ہیں ان کو اس بارے میں غور کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے امراء کو بھی اس بات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کا پینسٹھواں سال 31 دسمبر کو ختم ہوا اور نیا سال یکم جنوری سے شروع ہو گیا اور جماعت نے ایک کروڑ بائیس لاکھ پندرہ ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کی۔ گذشتہ سال سے یہ قربانی نو لاکھ اٹھائیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے الحمد للہ۔

برطانیہ اس سال بھی دنیا کی جماعتوں میں وصولی کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے برطانیہ کے بعد نمبر دو پہ کینیڈا پھر جرمنی نمبر تین پہ چلا گیا پھر امریکہ ہے نمبر چار پہ نمبر پانچ پہ بھارت ہے پھر چھ پہ آسٹریلیا پھر ساتویں نمبر پہ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے پھر آٹھویں پہ انڈونیشیا ہے نویں پہ پھر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے دسویں پر بلجیم ہے۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ نمبر ایک ہے سوئٹزرلینڈ نمبر دو ہے برطانیہ نمبر تین ہے آسٹریلیا نمبر چار ہے اور کینیڈا نمبر پانچ ہے۔

شاملین کی تعداد میں اس سال اکسٹھ ہزار کا اضافہ ہوا ہے، مخلصین کی مجموعی تعداد پندرہ لاکھ چھ ہزار ہے۔

بھارت کے پہلے دس صوبہ جات اس طرح ہیں کیرالہ، تامل ناڈو، کرناٹکا، جموں کشمیر، تلنگانہ، اڈیشہ، پنجاب، ویسٹ بنگال، مہاراشٹرا، دہلی۔

پہلی دس جماعتیں جو ہیں ان میں کوئمبٹور، پھر حیدر آباد، پھر قادیان، پھر کرولائی، پھر پتھہ پریم، پھر بنگلور، پھر میلا پالم، پھر کولکاتہ، پھر کالیکٹ، پھر کیرنگ۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب شاملین کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad